حقیقی تعلیماتِ اسلامیہ اِمامیہ کا بے باک ترجمان

زیرِ انتظام جامعہ علمیہ سُلطان المدارس اَلاسلامیہ

زاھد کالونی عقب جوہر کالونی سرگودھا
فون : 048-3021536

کیا آپ نے کبھی سوچا ہے؟

۞ ہر شخص کو ایک نہ ایک دن عمل کی دنیا سے رخصت ہونا ہے اور جزا کے عالم میں سمانا ہے۔ یہاں جو کچھ اور جیسے اس نے عمل کیے اسی لحاظ سے اس کو مقام ملنا ہے۔ خوش نصیب ہیں، وہ افراد جنھوں نے اپنے مُستقبل پر غور کیا اور اس چند روزہ زندگی میں ایسے کام کیے جس سے ان کی زندگی زلیست ہو گئی۔

۞ آپ بھی اگر چاہتے ہیں کہ قیامت تک آپ کے نامۂ اعمال میں نیکیاں جاتی رہیں اور ثواب میں اضافہ ہوتا رہے تو فی الفور حسبِ حَیثیت قومی تعمیراتی کاموں میں دلچسپی لیں اور قومی تعمیراتی اداروں کو فعال بنا کر عنداللہ ماجور و عندالناس مشکور ہوں۔

۞ ان قومی اداروں میں سے ایک ادارہ جامعہ عِلمیہ سُلطان المدارس الاسلامیہ سرگودھا بھی ہے۔ آپ اپنے قومی ادارے جامعہ عِلمیہ سُلطان المدارس الاسلامیہ کی اس طرح معاونت فرما سکتے ہیں۔

1. اپنے ذہین و فطین بچوں کو اسلامی علوم سے روشناس کرانے کے لیے ادارہ میں داخل کروا کر۔
2. طلبہ کی کفالت کی ذمہ داری قبول کر کے۔ کیونکہ فرمان معصوم ہے جس کسی نے ایک طالب علم کی ٹوٹے ہوئے قلم سے بھی مدد کی گویا اس نے ستر مرتبہ خانہ کعبہ کو تعمیر کیا۔
3. ادارہ کے تعمیراتی منصوبوں کی تکمیل کے لیے سیمنٹ، بجری، ریت، اینٹیں وغیرہ مُہیا فرما کر۔
4. ادارہ کی طرف سے ماہانہ شائع ہونے والا رسالہ "دقائقِ اسلام" کے باقاعدہ ممبر بن کر اور بروقت سالانہ چندہ ادا کر کے۔
5. ادارہ کے تبلیغاتی پروگراموں کو کامیاب کر کے۔

آپ کی کاوشیں اور آپ کا خرچ کیا ہوا پیسہ صدقہ جاریہ بن کر آپ کے نامہ اعمال میں متواتر اضافے کا باعث بنتا رہے گا۔

ترسیل زر کے لیے:

پرنسپل جامعہ علمیہ سلطان المدارس الاسلامیہ

زاہد کالونی عقب جوہر کالونی سرگودھا ○ فون 0301-6702646

جلد ۱۵ — مئی ۲۰۱۱ء — شمارہ ۵

مُدیرِ اعلیٰ : ملک مُمتاز حسین اعوان

مُدیر : گلزار حسین محمدی

پبلشر : ملک مُمتاز حسین اعوان

مطبع : انصار پریس بلاک ۱۰

مقامِ اشاعت : جامعہ علمیہ سُلطان المدارس سرگودھا

کمپوزنگ : الخطّاط کمپیوٹرز 0307-6719282

فون : 048-3021536

فہرست مضامین

اداریہ

تشیع قرآن و اہلبیتؑ کی نظر میں

ملت شیعہ خیر البریہ کے عقائد و اعمال میں جو انحرافات دانستہ یا نادانستہ طور پر پیدا کیے گئے ہیں یا پیدا کیے جارہے ہیں، یہ اپنی جگہ پر نہایت قابل مذمت اور قابل صد نفرین ہیں، ہر باشعور شخص جانتا ہے کہ یہ کج اعتقادی اور کج عملی ملت یہود کے غلبہ بر عالم اسلام کے خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے کی لاحاصل کوشش ہے۔ کیونکہ الحق یعلوا و لا یعلی علیہ کہ حق ہمیشہ سربلند ہوتا ہے۔ ان حالات میں ملت جعفریہ کے ہر فرد کا فرض بنتا ہے کہ عقائد حقہ اور اعمال صحیحہ کا علم حاصل کرے اور انھیں دوسروں تک منتقل کرے تاکہ کن عالما او متعلما او احب اھل العلم و لا تکن رابعا فتھلك کہ عالم بنو یا طالب علم دین بنو یا اہل علم سے محبت کرنے والے بنو اور چوتھا طبقہ نہ بنو، ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے، کے تحت ہلاکت دنیوی و اخروی سے محفوظ و مصؤن رہ سکو۔ لہٰذا جہاں بھی طریقہ محمدیہ سے انحراف کو محسوس کرو اپنی توانائی کے مطابق اس کی اصلاح کرو تاکہ فریضہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا عملی احیاء ہوسکے اور ملت شیعہ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر اور آیت کریمہ والمومنون و المومنات بعضھم اولیاء بعض یامرون بالمعروف و ینھون عن المنکر کا حقیقی مصداق قرار پاسکے اور جب فریضہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب عینی کے طور پر ہر مکلف پر واجب و لازم ہے تو مکتب شیعہ کے علماء پر اس کا وجوب شدید تر اور مؤکد تر ہے، کیونکہ انبیاء و رسل جن کی بعثت کا ہدف امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے اور طبقہ علماء وارث انبیاء ہیں تو جن مقاصد کے لیے انبیاء کو مبعوث کیا گیا تھا ان کا حصول علماء و فضلا کا اولین منصبی فریضہ ہے۔ احادیث نبویؐ میں اس امر کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے جن کا مفہوم یہ بنتا ہے کہ جب بدعات ظاہر ہوں تو علماء پر اپنے علم کے اظہار کے ذریعے بدعات کا سدباب کرنا ضروری ہے، ورنہ وہ آتش جہنم کا ایندھن ہوں گے۔

اکثر بزرگ علماء کے دار دنیا سے دار بقا کی طرف کوچ کر جانے کے بعد فریضہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ادائیگی کے لیے نہایت محدود و افراد رہ گئے ہیں، اس فرصت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے فاسد العقیدہ لوگوں نے اپنی من پسند عقائد اور اعمال گھڑ لیے ہیں اور بعض اہل منبر سستی شہرت اور طلب دنیا کے لیے قرآن و حدیث کے خلاف عمل پیرا ہیں۔ علمائے کرام اور مدارس دینیہ کے فارغ التحصیل حضرات کا فرض ہے کہ وہ میدان عمل میں آئیں اور گمراہی و ضلالت پر مبنی عقائد و اعمال کی بیخ کنی کے لیے کوشش تیز تر کردیں۔ موجودہ شمارہ میں چند مضامین بطور خاص اس ضمن میں پیش کیے جارہے ہیں۔ بقول اقبالؒ ''حدی را تیز تر می خواں چو محمل را گراں بینی''

موجودہ دور کے اکثر مدعیان تشیّع کے مفوضہ اور شیخی العقیدہ ہونے کا بیان

تحریر: آیۃ اللہ الشیخ محمد حسین نجفی مدظلہ العالی موسس و پرنسپل جامعہ سلطان المدارس سرگودھا

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہم یہاں اس آخری باب میں ایک تلخ اور پوشیدہ حقیقت کا انکشاف کر دیں، اور وہ یہ ہے کہ شیعہ علماء محققین کو ''مقصر'' اور ''وہابی'' کہنے والے پیشہ ور مقررین اور ان کے دام تزویر میں پھنسے ہوئے (بظاہر) مومنین کی کھیپ مفوضہ اور شیخیہ کے باطل عقائد کی حامل و مروج ہے۔ یعنی وہ جن عقائد و نظریات کو آج مذہب شیعہ کے عقائد سمجھ کر اپنا رہی ہے، وہ مذہب اہل بیت کے عقائد نہیں، بلکہ فرقہ مفوضہ کے عقائد ہیں جس کا سرخیل شیخ احمد احسائی ہے۔ ان عقائد کے لوگ سابقہ زمانہ میں مفوضہ کہلاتے تھے۔ اور اب عراق و ایران میں شیخیہ کے نام سے یاد کیے جاتے ہیں۔ جن کے بارہ میں اعلام شیعہ کی یہ رائے ہے کہ المدلسون انفسھم فی الشیعۃ و لیسوا منھم۔ یعنی فریب کاری و عیاری سے انھوں نے اپنے تئیں شیعوں میں داخل کر رکھا ہے۔ مگر وہ فی الحقیقت شیعہ نہیں ہیں، بلکہ متعدد جید علماء شیعہ تو ان کے کفر کا فتویٰ صادر فرما چکے ہیں۔ چنانچہ جناب فاضل محمد صالح برغانی صاحب مجالس المتقین، شیخ الفقہا شیخ جعفر کبیر صاحب کشف الغطاء، استاذ الفقہاء شیخ محمد حسن صاحب جواہر الکلام، فقیہ نبیہ آقائے سید مہدی، جناب شریف العلماء حضرت آقائے دربندی وغیرہم نے شیخ احمد مذکور کی تکفیر فرمائی ہے۔ تفصیلات دیکھنے کے خواہش مند حضرات رسالہ ''الشیخیہ والبابیہ'' طبع بغداد اور قصص العلماء تنکابنی کی طرف رجوع کریں۔

یہ عقائد فاسدہ ہمارے ملک میں کیونکر پہنچے، اور ہمارے سادہ لوح عوام کیونکر ان سے متاثر ہوئے، اور کن لطائف الحیل سے عوام بلکہ بعض خواص کو حق و حقیقت سے دور کیا گیا، یہ ایک المناک اور طویل داستان ہے۔ جس کے سلسلہ کی اکثر کڑیاں ناگفتنی ہیں۔ ولیس کلما یعلم یقال۔ اجمالاً اس قدر اشارہ کیا جاتا ہے کہ آج سے قریباً پچاس ساٹھ سال قبل بعض مشہور خطباء و واعظین نے ان عقائد کی منبروں پر ترویج کی۔ اگرچہ اس وقت لاہور و لکھنو کے بعض مشہور ذمہ دار علماء اعلام ان عقائد کی حقیقت اور ان کی عواقب و نتائج کو اپنے نور بصیرت سے بھانپ گئے تھے اور ان انھوں نے اپنے امکانی حدود تک جہاں سادہ لوح عوام کو اس پیش آمدہ خطرہ سے آگاہ کیا، وہاں اس کے انسداد کی کوشش بھی کی مگر اکثر غیر پرست عوام نے ان اعلام کی اس بروقت آواز حق کو درخور اعتنانہ سمجھا، بلکہ اپنی روش و رفتار سے اسے غیر موثر بنا دیا۔ پھر

ان کے حین حیات اور بعد از وفات ان کے بعض افاضل تلامذہ عرصہ دراز تک تقریر وتحریر کے ذریعہ انہی نظریات کی مسلسل نشر واشاعت کرتے رہے۔ اسی رنگ میں رنگی ہوئی بعض بڑی بڑی کتابیں بھی لکھیں، جنھیں واعظین و ذاکرین نے اور سادہ لوح عوام نے ہاتھوں ہاتھ لیا اور دامے درمے سخنے ان کی ترویج وترقی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ بلکہ عوامی رجحان دیکھ کر اکثر نام نہاد واعظین نے اس تصویر میں مزید رنگ بھرا۔ اس طرح رفتہ رفتہ یہی غلط عقائد مذہب حق کے عقائد ونظریات سمجھے جانے لگے۔ اور مذہب شیعہ کے جو اصل عقائد ونظریات تھے وہ انظار عامہ سے اوجھل ہوگئے اور اب ع

جب اٹھ گئے بازار سے گاہک تو ہم آئے

نوبت بایں جا رسید کہ بالکل نظریاتی انقلاب رونما ہو چکا ہے۔ حقیقت کو مجاز اور مجاز کو حقیقت سمجھ لیا گیا ہے۔ حق کو باطل اور باطل کو حق کا نام دے دیا گیا ہے۔ ع

بدلتا ہے رنگ آسماں کیسے کیسے

اس سلسلہ میں اس سے زیادہ کچھ کہنے کی حالات وظروف اجازت نہیں دیتے ع

کردم اشارتے ومکرر نمی کنم

انہی حقائق کی بنا پر معصومینؑ نے فرمایا ہے کہ جب سرکار قائم آل محمدؐ تشریف لائیں گے تو اسقدر ذہنی انقلاب آچکا ہوگا کہ عام لوگ یہ سمجھیں گے کہ امام زمانہؑ کوئی نیا دین لائے ہیں۔ (بحار الانوار ج ۱۳ وغیرہ) آہ

تھا جو ناخوب بتدریج وہی خوب ہوا
بدل ہی جاتے ہیں غلامی میں قوموں کے ضمیر

فرقہ شیخیہ کے بعض عقائد فاسدہ کا بیان

اب ہم ذیل میں موجودہ دور کے بعض چیدہ چیدہ عقائد کا ثبوت شیخ احمد احسائی اور ان کے بعض تلامذہ واتباع کی کتب سے پیش کرتے ہیں، تاکہ دعویٰ کے ساتھ دلیل بھی سامنے آجائے۔ کیونکہ بموجب ارشاد رب العباد ھاتوا برھانکم ان کنتم صدقین۔ بزم عقلاء میں صرف وہی دعویٰ قابل پزیرائی وشنوائی ہوتا ہے جس کے ساتھ دلیل وبرہان موجود ہو۔

شیخیہ اور علیحدہ نوع والا عقیدہ

شیخ احمد احسائی اپنی کتاب شرح الزیارۃ صفحہ ۳۸۵ پر لکھتے ہیں: وکذالک النوع فانھم یدخلون فی النوع ظاھرا و الا ففی الحقیقۃ ھم خلق آخر فوق بنی آدم الخ۔ یعنی اسی طرح ائمہ اہل بیتؑ حسب ظاہر نوع انسانی میں داخل ہیں، ورنہ در حقیقت وہ بنی نوع انسان سے بالا ایک علیحدہ مخلوق ہیں۔ (کذا فی صفحہ ۲۸۵) نیز اسی صفحہ پر لکھا ہے کہ: و لباسھم صورۃ کثیفۃ من العناصر الاربعۃ یعنی ''ان ذوات مقدسہ کا لباس ان کی وہ صورت کثیفہ ہے جو عناصر اربعہ سے مرکب ہے''۔ اسی طرح احسائی کے تلمیذ کریم خان کرمانی اپنی کتاب فطرت سلیمہ صفحہ ۳۸۸ پر لکھتے ہیں: ولعمری ھذا المقام لیس لھم الا کثوب لبسوہ للضرورۃ و خلعوہ ارفعت الحاجۃ عنہ و عادوا الی ماکانوا۔ یعنی مجھے اپنی زندگی کی قسم یہ مقام (انسانیت) ان کے لیے بمنزلہ لباس کے ہے کہ انھوں نے خاص ضرورت کے لیے اسے پہن لیا تھا اور جب ضرورت ختم ہوگئی تو اسے اتار پھینکا اور اپنی اصلی

(باقی صفحہ ۳۰ پر)

باب الاعمال

گناہان صغیرہ و کبیرہ کی تعریف

تحریر: آیۃ اللہ الشیخ محمد حسین نجفی مدظلہ العالی موسس و پرنسپل جامعہ سلطان المدارس سرگودھا

گناہان صغیرہ اور کبیرہ کی توضیح میں شدید اختلاف ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ کوئی گناہ بھی صغیرہ نہیں بلکہ تمام کبیرہ ہیں، کیونکہ جس ذات کی مخالفت کی جا رہی ہے وہ چھوٹی نافرمانی کے بھی لائق نہیں ہے۔

بعض نے کہا ہے کہ یہ تقسیم اضافی ہے، یعنی ہر گناہ اپنے سے بڑے گناہ کی بہ نسبت صغیرہ اور اپنے سے چھوٹے گناہ کی نسبت سے کبیرہ ہے۔ مگر تحقیقی قول یہ ہے کہ گناہ کبیرہ اس گناہ کو کہا جاتا ہے جس پر قرآن و حدیث میں جہنم کی وعید و تہدید وارد ہوئی ہے۔ شریعت مقدسہ کے اس اجمال و ابہام کی بظاہر یہ وجہ معلوم ہوتی ہے کہ لوگ تمام گناہوں سے اجتناب کریں۔ بہر کیف ذیل میں بعض گناہان کبیرہ کی ایک اجمالی فہرست درج کی جاتی ہے، جو متعدد کتب فقہ و حدیث و اخلاق سے ماخوذ ہے۔

گناہان کبیرہ کا بیان

(۱) خدا کی ذات، صفات، افعال اور عبادت میں شرک کرنا (۲) قتل مومن (۳) زنا کاری (۴) والدین کی نافرمانی، (۵) سود خوری (۶) پاک دامن عورتوں پر تہمت زنا لگانا (۷) یتیم کا مال کھانا (۸) جہاد سے فرار کرنا (۹) ہجرت کے بعد پھر بدویت اختیار کرنا جہاں دین میں نقص ہو۔ یعنی ایسے دیہاتوں میں سکونت اختیار کرنا جو علم و ایمان کے آثار سے خالی ہوں۔ (۱۰) لواطت کرنا (۱۱) خدا کی رحمت سے نا امید ہونا، (۱۲) جادو کرنا (۱۳) جھوٹی قسم کھانا (۱۴) جھوٹی گواہی دینا (۱۵) سچی گواہی چھپانا (۱۶) فرائض خداوندی جیسے نماز وزکوۃ وغیرہ کا ترک کرنا (۱۷) شرب خوری (۱۸) عہد شکنی کرنا (۱۹) قطع رحمی کرنا (۲۰) خدا اور رسولؐ اور ائمہ ہدیٰؑ پر افترا پردازی کرنا بلکہ مطلق جھوٹ بولنا (۲۱) مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور جس پر وقت ذبح غیر خدا کا نام لیا گیا ہو اس کا کھانا (۲۲) جوا بازی کرنا (۲۳) حرام خوری (یعنی حرام طریقے سے کمائی کر کے کھانا جیسے بول و براز، مردار، اور شراب بیچنا، زنا و رشوت وغنا یا شطرنج کے ذریعے سے روزی کمانا۔ یہ سب حرام خوری کے افراد ہیں) (۲۴) ناپنے تولنے میں کمی کرنا (۲۵) ظالموں کا کوئی عہدہ قبول کرنا (۲۶) ظالموں کی ان کے ظلم میں امداد کرنا (۲۷) ظالموں سے میل و محبت کرنا (۲۸) تکبر کرنا (۲۹) اسراف و تبذیر (فضول خرچی) کرنا (۳۰) اولیاء

اللہ سے جنگ کرنا (۳۱) لہو ولعب جیسے راگ ورنگ، رقص وسرود اور چنگ ورباب بجانا وغیرہ (۳۲) مومن کی غیبت اور گلہ کرنا یعنی کسی کی عدم موجودگی میں اس کا وہ خلقی خُلقی، حسبی، نسبی، قولی، فعلی اور دینی یا دنیوی نقص، عیب بیان کرنا جو فی الواقع اس میں موجود تو ہو مگر وہ اسے سنے تو برا منائے، ہاں البتہ چند مقامات پر غیبت جائز بھی ہے۔ جیسے متجاہر بالفسق یا بدعتی یا ظالم وغیرہ (تفصیل کے لیے کتب مبسوطہ کی طرف رجوع کیا جائے) (۳۳) مومن پر بہتان باندھنا یعنی اس کے متعلق ایسا عیب بیان کرنا جو اس میں موجود ہی نہ ہو (۳۴) مومن کو گالی دینا یا کسی اور طریقہ سے اس کی توہین کرنا (۳۵) چغل خوری کرکے اہل ایمان کے درمیان تفرقہ بازی کرنا (۳۶) ہر قسم کا فتنہ وفساد پھیلانا (۳۷) زنا اور لواطت کی دلالی کرنا (۳۸) مسلمانوں کو دھوکا وفریب دینا اور ان کو گمراہ کرنا (۳۹) ریاکاری کرنا (۴۰) گناہوں کو معمولی سمجھنا (۴۱) لوگوں کو خدا کے عذاب سے بے خوف کرنا (۴۲) حلال روزی کو حرام قرار دینا اور حرام کو حلال قرار دینا (۴۳) مساجد میں ذکر خدا سے روکنا (۴۴) حق و حقیقت کا چھپانا (۴۵) کفار کی رسم ورواج کی پابندی کرنا (۴۶) چوری یا ڈاکا زنی کرنا (۴۷) آیات خداوندی کو جھٹلانا (۴۸) مساحقہ کرنا (عورت کا عورت سے اکتفا کرنا) (۴۹) غیر مستحق پر لعن طعن کرنا (۵۰) عورت کا بلا اجازت شوہر کے گھر سے باہر نکلنا (۵۱) عورت کا پردہ نہ کرنا (۵۲) داڑھی مونڈنا اور منڈوانا (۵۳) دین میں بدعت ایجاد کرنا۔ یضیق عن ذکر بالطلق البیان واللہ المستعان و علیہ فی ترکھا التکلان۔

فائدہ: اس مقام پر دو چیزوں کا بیان کرنا فائدہ سے خالی نہیں ہے۔ اول یہ کہ قرآن مجید میں وارد ہے:

ان تجتنبوا کبائر ما تنھون عنہ نکفر عنکم سیاتکم

اگر تم (باوجود قدرت بر گناہ) کبیرہ گناہوں سے اجتناب کروگے تو ہم تمہاری (چھوٹی) برائیاں معاف کردیں گے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ باوجود قدرت محض خوف خدا کی وجہ سے گناہان کبیرہ ترک کرنے سے گناہان صغیرہ معاف ہوجاتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ حدیث میں وارد ہوا ہے۔

لا صغیرۃ مع الاصرار و لا کبیرۃ مع الاستغفار

گناہ کبیرہ استغفار کرنے سے کبیرہ نہیں رہتا (معاف ہوجاتا ہے) اور بار بار کرنے سے صغیرہ گناہ صغیرہ نہیں رہتا (بلکہ کبیرہ بن جاتا ہے) اس لیے جہاں گناہان کبیرہ کے ارتکاب سے اجتناب لازم ہے وہاں گناہان صغیرہ پر اصرار سے بھی احتراز ضروری ہے۔ کیونکہ ان تمام گناہوں کے ارتکاب سے آدمی کا نور ایمان سیاہ اور حال تباہ ہوجاتا ہے اور رفتہ رفتہ نوبت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ اس آدمی کے دل سے جائز وناجائز حلال و حرام اور گناہ وثواب کا تصور بھی ختم ہوجاتا ہے۔

وغیر ذالک من الکبائر یضیق عن ذکر بالظاق للبیان و اللہ المستعان و علیہ فی ترکھا التکلان۔

اور اس کا نتیجہ بے دینی کی موت ہوتا ہے۔ چنانچہ ارشاد قدرت ہے: وکان عاقبۃ الذین اساؤا السوء ان

(باقی صفحہ ۳۰ پر)

باب التفسیر

پوتے اور نواسے کی وراثت

کا مسئلہ اور اسلامی قانون وراثت

تحریر: آیۃ اللہ الشیخ محمد حسین نجفی مدظلہ العالی موسس و پرنسپل جامعہ سلطان المدارس سرگودھا

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَ اِذَا حَضَرَ الۡقِسۡمَۃَ اُولُوا الۡقُرۡبٰی وَ الۡیَتٰمٰی وَ الۡمَسٰکِیۡنُ فَارۡزُقُوۡہُمۡ مِّنۡہُ وَ قُوۡلُوۡا لَہُمۡ قَوۡلًا مَّعۡرُوۡفًا (۸) وَ لۡیَخۡشَ الَّذِیۡنَ لَوۡ تَرَکُوۡا مِنۡ خَلۡفِہِمۡ ذُرِّیَّۃً ضِعٰفًا خَافُوۡا عَلَیۡہِمۡ فَلۡیَتَّقُوا اللّٰہَ وَ لۡیَقُوۡلُوۡا قَوۡلًا سَدِیۡدًا (۹) اِنَّ الَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ اَمۡوَالَ الۡیَتٰمٰی ظُلۡمًا اِنَّمَا یَاۡکُلُوۡنَ فِیۡ بُطُوۡنِہِمۡ نَارًا وَ سَیَصۡلَوۡنَ سَعِیۡرًا (۱۰) یُوۡصِیۡکُمُ اللّٰہُ فِیۡۤ اَوۡلَادِکُمۡ لِلذَّکَرِ مِثۡلُ حَظِّ الۡاُنۡثَیَیۡنِ فَاِنۡ کُنَّ نِسَآءً فَوۡقَ اثۡنَتَیۡنِ فَلَہُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَکَ وَ اِنۡ کَانَتۡ وَاحِدَۃً فَلَہَا النِّصۡفُ وَ لِاَبَوَیۡہِ لِکُلِّ وَاحِدٍ مِّنۡہُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَکَ اِنۡ کَانَ لَہٗ وَلَدٌ وَ وَرِثَہٗۤ اَبَوٰہُ فَلِاُمِّہِ الثُّلُثُ فَاِنۡ کَانَ لَہٗۤ اِخۡوَۃٌ فَلِاُمِّہِ السُّدُسُ مِنۡۢ بَعۡدِ وَصِیَّۃٍ یُّوۡصِیۡ بِہَاۤ اَوۡ دَیۡنٍ اٰبَآؤُکُمۡ وَ اَبۡنَآؤُکُمۡ لَا تَدۡرُوۡنَ اَیُّہُمۡ اَقۡرَبُ لَکُمۡ نَفۡعًا فَرِیۡضَۃً مِّنَ اللّٰہِ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیۡمًا حَکِیۡمًا (۱۱)

ترجمۃ الآیات

اور جب تقسیم کے موقع پر رشتہ دار یتیم اور مسکین موجود ہوں تو انھیں بھی اس (مال) میں سے کچھ دے دو اور ان سے درست اور مناسب طریقہ سے بات کرو (۸) اور ترکہ تقسیم کرنے والوں کو ڈرنا چاہیے کہ اگر وہ خود اپنے پیچھے بے بس و کمزور بچے چھوڑ جاتے تو انھیں ان کی کس قدر فکر ہوتی۔ لہٰذا وہ دوسروں کے یتیموں کے بارے میں اللہ سے ڈریں اور بالکل درست اور سیدھی بات کریں (۹) بے شک جو لوگ ظلم کے ساتھ یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہیں اور عنقریب بھڑکتی ہوئی آگ میں داخل ہوں گے (واصل جہنم ہوں گے) (۱۰) اللہ تمھاری اولاد کے بارے میں تمھیں ہدایت کرتا ہے کہ لڑکے کا حصہ برابر ہے دو لڑکیوں کے، اب اگر لڑکیاں ہی وارث ہوں اور ہوں بھی دو سے اوپر تو ان کو دو تہائی ترکہ دیا جائے گا، اور ایک لڑکی (وارث) ہو تو اسے آدھا ترکہ دیا جائے گا۔ اور اگر میت صاحب اولاد ہو تو اس کے والدین میں سے ہر ایک کے لیے ترکہ کا چھٹا حصہ ہوگا، (اور باقی اولاد کا) اور اگر بے اولاد ہو اور اس کے والدین ہی اس کے وارث ہوں تو اس کی ماں کو تیسرا حصہ ملے گا (باقی ۲/۳ باپ کو ملے گا) اور اگر اس (مرنے والے) کے بھائی (بہن) ہوں تو پھر اس کی ماں کو چھٹا حصہ ملے گا (باقی ۵/۶ بہن کو ملے گا) مگر یہ تقسیم اس وقت ہوگی جب

میت کی وصیت پوری کردی جائے۔ اور جو وہ کر گیا ہو اور اس کا قرضہ ادا کردیا جائے گا جو اس پر ہو۔ تم نہیں جانتے کہ تمھارے ماں باپ یا تمھاری اولاد میں سے نفع رسانی کے لحاظ سے کون تمھارے زیادہ قریب ہے۔ یہ حصے اللہ کی طرف سے مقرر ہیں، یقیناً اللہ بڑا جاننے والا اور بڑا حکمت والا ہے۔ (۱۱)

تفسیر الآیات

وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ -----

سابقہ آیت میں وراثت کے ان حصوں کا تذکرہ تھا جو بطور فرض مقرر ہیں، اب وارثوں کو ایک استحبابی حکم دیا جارہا ہے کہ اگر وراثت کی تقسیم کے وقت وہ رشتہ دار آموجود ہوں جن کو میراث نہیں ملتی، یا جو رشتہ دار وارث تو نہیں مگر محتاج ہیں، جیسے یتیم اور مسکین تو انھیں کچھ دے دو، مگر اس طرح دو کہ تمھارے کسی قول یا فعل سے ان کی دل آزاری نہ ہو، بلکہ مناسب طریقہ سے ان سے بات کرو۔ بعض روایات سے مستفاد ہوتا ہے کہ یہ حکم اوائل میں وجوب کے طور پر تھا۔ جو وراثت کے مفصل احکام کے آجانے کے بعد منسوخ ہوگیا۔ مفسر قرآن ملا محسن فیض کاشانی فرماتے ہیں کہ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اب اس کا جواز و استحباب بھی ختم ہوگیا، بلکہ وہ اب بھی باقی ہے اور اس کے مطابق عمل کرنا بہتر ہے۔ (صافی) وھو فی محلہ

پوتے اور نواسے کی وراثت کا مسئلہ

جن کے باپ یا ماں کا انتقال دادا یا نانا سے پہلے ہوجائے تو چونکہ وہ دادا یا نانا کے ترکہ سے محروم ہوجاتے ہیں، تو جب اسلام دوسروں کے یتیم بچوں کے بارے میں یہ حکم دیتا ہے کہ وہ اگر وراثت کی تقسیم کے وقت آموجود ہوں تو انھیں کچھ دے دو۔ تو کیا ان یتیم پوتے، پوتیوں اور نواسے نواسیوں کے ساتھ ان کے چچاؤں، پھوپھیوں اور ماموؤں اور خالاؤں کو حسن سلوک اور مروت کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے۔ ضرور کرنا چاہیے اور انھیں یہ کہہ کر چونکہ تمھارے ماں باپ پہلے انتقال کر گئے ہیں، لہٰذا تمھارا اپنے دادا یا نانا کے ترکہ سے کوئی حصہ نہیں ہے، ان یتیموں کی ہرگز دل آزاری نہیں کرنی چاہیے، اور ان کو رنجیدہ اور افسردہ کرکے خدا کے قہر کو دعوت نہیں دینی چاہیے، بلکہ ان کو کچھ حصہ دے کر ان کی دلجوئی اور دلداری کرنی چاہیے۔ نیز دادا اور نانا کو بھی چاہیے کہ وہ اس صورت میں اپنے حین حیات میں اپنے یتیم پوتے، پوتیوں اور نواسے نواسیوں کی گزر بسر کے لیے کچھ انتظام کر جائیں اور اپنی جائداد کا کچھ حصہ ان کے نام منتقل کرا جائیں اور ان کو ان کے چچاؤں پھوپھیوں ماموؤں اور خالاؤں کے رحم و کرم پر نہ چھوڑ جائیں، کیونکہ بعض الاقارب کالعقارب ایک مسلمہ حقیقت ہے۔

وَلْيَخْشَ الَّذِينَ

آیات کے سیاق و سباق سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کسی میت کا ترکہ تقسیم کرنے والوں کے انسانی ضمیر کو جھنجوڑ کر جگانے کی خاطر کہا جارہا ہے کہ وہ لوگوں کے یتیم بچوں کا خیال رکھیں اور انھیں بتایا جارہا ہے کہ یہ صورت حال تمھیں بھی پیش آسکتی ہے کہ تم اپنے پیچھے

کمزور و ناتواں بچے چھوڑ جاؤ، جن کی کفالت اور نگرانی کرنے والا کوئی نہ ہو، تو تمھیں کس قدر اندیشہ ہو۔ لہٰذا انھیں دوسروں یک یتیموں کے بارے میں بھی خدا سے ڈرنا چاہیے، ان کا خیال رکھنا چاہیے اور کوئی ایسی بات نہیں کرنی چاہیے جس سے ان کی دل آزاری ہو۔ علاوہ بریں اس آیت کی دو تفسیریں اور بھی کی گئی ہیں۔

۱ ایک یہ کہ اوائل اسلام میں یہ دستور تھا کہ جب کوئی مسلمان مرنے لگتا تو کچھ لوگ آ کر اسے گھیر لیتے کہ اپنی آخرت سنوارنے کے لیے اپنا سارا مال راہ خدا میں دے جا اور مسلمانوں کے لیے وصیت کر چنانچہ مرنے والے ایسا ہی کرتے، اور اس طرح ان کے شرعی وارث جن میں یتیم بچے بھی ہوتے تھے بالکل محروم ہوجاتے تھے۔ اسلام نے اس طرز عمل کی مخالفت کی ہے اور واضح کیا ہے کہ مرنے والوں کو اپنی اولاد کا بھی خیال رکھنا چاہیے۔

۲ دوسری یہ کہ ان لوگوں کے لیے زبردست انتباہ ہے جن کے زیر تصرف یتیموں کے مال ہیں کہ وہ انھیں خورد برد نہ کریں اور اس بات سے ڈریں کہ کہیں خود ان کے ساتھ بھی یہی صورت حال پیش نہ آجائے اور ان کے یتیموں کا بھی یہی انجام نہ ہو۔ اس مضمون کی ایک روایت حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے مروی ہے۔ (مجمع البیان) اور حضرت امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے، فرمایا: "من ظلم یتیما سلط اللہ علیہ من یظلمہ و علی عقبہ او اعقب اعقہ علی عقبہ او علی"۔ جو کسی یتیم پر ظلم کرے گا خدا اس پر ایسا شخص مسلط کرے گا جو اس پر یا اس کی اولاد یا اولاد کی اولاد پر ظلم کرے گا اس کے بعد والی آیت سے اس مضمون کی تائید مزید ہوتی ہے کہ جو لوگ یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ در اصل اپنے پیٹوں میں دوزخ کی آگ بھرتے ہیں۔ اور وہ بہت جلد اس بھڑکتی ہوئی آگ کا مزہ چکھیں گے۔

حضرت امام محمد باقرؑ سے مروی ہے فرمایا: یتیم کا مال کھانے والا اس حالت میں محشور ہوگا کہ آگ اس کے شکم میں شعلہ زن ہوگی، یہاں تک کہ اس کے منہ سے نکل پڑے گی جس سے تمام اہل محشر کو معلوم ہوجائے گا کہ یہ یتیم کا مال کھانے والا ہے۔ (تفسیر صافی)

اسلامی قانون وراثت

یُوصِیکُمُ اللہ

ان آیات کی تفسیر بیان کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اسلامی قانون وراثت اور اس کے طبقات سہ گانہ کا ایک اجمالی خاکہ پیش کردیا جائے، جس کے بعد ان آیات کا مفہوم سمجھنے میں بڑی آسانی ہوجائے گی۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

اگرچہ وراثت کے تفصیلی احکام بیان کرنے کا اصلی محل و مقام تو فقہی کتابیں ہیں، چنانچہ ہم نے بھی اپنی فقہی کتاب "قوانین الشریعہ فی فقہ الجعفریہ" میں اس موضوع کی جملہ تفصیلات اور اسلامی قانون وراثت اور دوسرے وراثتی مکتبہ ہائے فکر کا موازنہ بھی پیش کردیا ہے۔ مگر یہاں اس کا اجمالی تذکرہ فائدہ سے خالی نہیں ہے۔

بہرحال اسلامی قانون وراثت میں ذکور و اناث، صغار و کبار میں سے کسی بھی وارث کو اس کے حق سے محروم نہیں

کیا گیا۔ اس میں مردوں کے ساتھ عورتوں کو بھی اور بڑوں کے ساتھ بچوں کو بھی شریک وراثت قرار دیا ہے۔ ہاں البتہ اسلام نے دو باتوں کو ملحوظ رکھا ہے۔ ایک یہ کہ قریب کی موجودگی میں بعید کو اور اقرب کی موجودگی میں ابعد کو محروم قرار دیا گیا ہے۔ اور عدل وانصاف کا تقاضا بھی یہی ہے، اور فطرت کا اقتضا بھی یہی ہے کہ جو سب سے زیادہ قریبی ہوتے ہیں، جیسے والدین، اولاد اور ان کے بعد بہن بھائی وغیرہ، چونکہ مرنے والے کی زندگی میں بوقت ضرورت یہی سب سے زیادہ اس کی مدد و حمایت کرتے ہیں اور یہی سب سے بڑھ کر اس سے محبت و پیار کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ حصہ کے کم یا زیادہ ہونے میں رشتہ کی دوری یا نزدیکی کو بڑا دخل ہے۔

آبَآءُکُمْ -----

تم نہیں جانتے کہ تمہارے ماں باپ یا تمہاری اولاد میں سے نفع رسانی کے لحاظ سے کون تمہارے زیادہ قریب ہے؟ اس کا صحیح مفہوم کیا ہے؟ آیا یہ صرف والدین اور اولاد کے وارث ہونے کے متعلق ہے یا تمام وارثوں سے متعلق ہے؟ علامہ طبرسی نے قدیم مفسرین کے پانچ قول نقل کیے ہیں۔ مگر چونکہ کوئی قول بھی کسی معصوم سے منقول نہیں ہے تاکہ اسے ترجیح دی جا سکے، مولانا سید عمار علی صاحب مرحوم نے اسے تمام ورثہ سے متعلق قرار دیتے ہوئے اس کی یوں تشریح کی ہے: "تم نہیں جانتے کہ وارثوں میں سے وہ کون ہیں جس کا نفع دنیا و آخرت میں تم کو زیادہ پہنچتا ہے۔ اور ہم جانتے ہیں اس واسطے ہم نے حصوں میں تفریق کی ہے کہ کسی کو زیادہ پہنچایا ہے اور کسی کو کم پہنچایا ہے۔ (عمدۃ البیان)

ظاہر ہے کہ اللہ علیم بھی ہے اور حکیم بھی۔ اور یہ بھی واضح ہے کہ فعل الحکیم لا یخلوا عن الحکمۃ

باب الحدیث

لوگوں کے درمیان صلح وصفائی کرانے کا بیان

تحریر: آیۃ اللہ الشیخ محمد حسین نجفی مدظلہ العالی موسس و پرنسپل جامعہ سلطان المدارس سرگودھا

عام اصول ہے کہ و بضدھا تتبین الاشیاء یعنی کسی چیز کی قدر و قیمت کا اندازہ اس کی ضد اور مد مقابل صفت کی خوبی وخرابی سے لگایا جاتا ہے۔

سچ ہے کہ: تعرف الاشیاء باضدادھا۔ بنابریں صلح وصفائی کی ضد ہے۔ فتنہ وفساد کی آگ بھڑکانا جسے خداوند عالم قرآن مجید میں قتل مومن سے بھی زیادہ سنگین جرم قرار دیتا ہے کہ الفتنۃ اشد من القتل۔ بنا بریں تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ آتش فتنہ وفساد کو بجھانا اور لوگوں کی نفرتوں کو ختم کرکے ان کے درمیان صلح وصفائی کرانا بہترین عمل عبادت اور سعادت ہے۔ چنانچہ:

۱ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں: صدقہ یحبھا اللہ اصلاح بین الناس الخ وہ صدقہ جسے خداوند عالم پسند کرتا ہے یہ ہے کہ جب لوگ خراب ہوجائیں تو ان کی اصلاح کی جائے اور جب ایک دوسرے سے جدا ہوجائیں تو ان کو آپس میں قریب لایا جائے۔ (اصول کافی)

۲ نیز آپؑ نے فرمایا: لان اصلح بین اثنین احب الی من اللہ تصدق بدینارین۔ یعنی دو آدمیوں کے درمیان صلح کرانا مجھے دو دینار صدقہ دینے سے زیادہ پسند ہے۔ (اصول کافی)

۳ جناب مفضل بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے یہ حکم دے رکھا تھا کہ: اذا رأیت بین اثنین من شیعتنا منازعۃ فافتدھا من مالی۔ یعنی جب ہمارے شیعوں میں سے دو آدمیوں کے درمیان کوئی مالی نزاع شروع ہوجائے تو میرے مال میں سے دے لے کر مصالحت کرادو۔ (اصول کافی)

۴ نیز آپؑ سے مروی ہے فرمایا: المصلح لیس بکاذب۔ یعنی اصلاح کرنے والا اگرچہ کوئی بات خلاف واقع بھی بیان کرے تو اسے کاذب (جھوٹا) قرار نہیں دیا جاسکتا۔ کیونکہ دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز۔ (اصول کافی)

و فیما ذکرنا کفایۃ لمن لہ ادنی درایۃ

قارئین سے گزارش

کاغذ کی ہوش ربا گرانی کے باعث دقائق اسلام کا سالانہ چندہ بصد معذرت تین صد روپے سالانہ کردیا گیا ہے۔ قارئین سے تعاون کی درخواست ہے۔

(ایڈیٹر)

باب المسائل

مختلف دینی و مذہبی سوالات کے جوابات

مطابق فتویٰ: آیۃ اللہ الشیخ محمد حسین نجفی مدظلہ العالی

سوالات جناب سید عارف حسین شاہ نقوی ایم اے ڈیرہ اسماعیل خان (گزشتہ سے پیوستہ)

سوال نمبر۲۲۲: کیا تہتر فرقوں والی حدیث مستند ہے؟ اسلام کو فرقے فرقے کرنا شرک قرار دیا گیا ہے۔ پھر کوئی فرقہ کیوں جنت میں جائے گا؟ جب ایک فرقہ ناجی ہے تو کیا سارا فرقہ جنت میں چلا جائے گا؟ جیسا کہ حدیث کے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے؟

الجواب باسمہ سبحانہ: ہاں یہ حدیث نہایت ہی مستند و معتبر ہے اور اس کے مستند و معتبر ہونے کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ اسلام کا ہر فرقہ اسے صحیح تسلیم کرتے ہوئے اپنے جنتی ہونے کے خواب دیکھ رہا ہے۔ تفریق کے جرم کا مرتکب وہ شخص ہے جس نے فرقہ آرائی کا بیج بویا، اور اس کی آبیاری کی، دوسروں کا کیا قصور ہے؟ ناجی فرقہ تو بس وہی ہوگا جو اصلی اسلام کا علمبردار ہوگا۔ جو اسلام خدا نے بنایا اور جو رسول خداؐ نے بے کم و کاست امت تک پہنچایا۔ اور ہاں وہ سارا فرقہ جنت میں جائے گا جو ناجی ہوگا بشرطیکہ وہ اس نام کے معیار پر پورا اترے گا۔ نہ وہ جو صرف زبانی دعویٰ تو کرے گا مگر اس کے معیار پر پورا نہیں اترے گا۔ مثلاً ناجی فرقہ شیعہ خیر البریہ ہے، جیسا کہ حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا: یا علی انت و شیعتك هم الفائزون یوم القیامة (اے علی تم اور تمہارے شیعہ بروز قیامت کامیاب و کامران ہوں گے) تو ہر وہ شخص جنت میں جو در حقیقت علی کا شیعہ ہوگا۔ یعنی اس کا ہر عقیدہ و عمل حضرت علی علیہ السلام کے عقیدہ و عمل کے مطابق ہوگا، نہ وہ جو صرف نام کا شیعہ ہوگا، اور عقیدہ و عمل میں دشمنان علیؑ کا تابع ہوگا۔ ع

اینہا ہمہ راز است کہ معلوم عوام است

سوال نمبر۲۲۳: علماء سے سنا ہے کہ حدیث کا مفہوم ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا میری اولاد کا احترام کرو اگر اچھے ہیں تو خدا کی خاطر اور اگر برے ہیں میری خاطر۔ ادھر حدیث میں وارد ہے کہ میری بیٹی فاطمہؑ بھی چوری کرتی تو میں ان کا ہاتھ کاٹ دیتا۔ پہلی امتیں اسی وجہ سے تباہ ہوئیں۔ کیا یہ تضاد نہیں ہے؟ وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسمہ سبحانہ: ان دونوں حدیثوں میں کوئی تضاد نہیں ہے۔ یہ ایسا سمجھنے والے کی سمجھ کا قصور ہے۔ پہلی حدیث کا صاف مطلب یہ ہے کہ اگر میری اولاد

سے تمہارے حق میں کوئی غلطی ہوجائے تو اگر وہ نیکوکار ہوں تو خدا کی خاطر اور اگر خطاکار ہوں تو میری خاطر ان کی غلطی سے درگزر کردو، ان کی اہانت نہ کرو۔ لیکن اس کا یہ مطلب تو ہرگز نہیں ہے کہ اگر وہ کسی قابل حد یا تعزیر جرم کا ارتکاب کریں تو ان پر حد یا تعزیر جاری نہ کرو، وہ تو بہرحال جاری ہوگی۔ مگر یاد رہے کہ شرعی حد یا تعزیر کا جاری کرنا اور ہے اور کسی کی توہین کرنا اور، بلکہ ہماری روایات میں تو یہاں تک وارد ہے کہ اگر سادات کرام نیکی کریں تو ان کو عام لوگوں سے ثواب دوگنا ملتا ہے اور اگر برائی کریں تو ان کو عذاب بھی دوگنا ہوتا ہے۔ پہلی امتیں اس لیے ہلاک ہوئی تھیں کہ وہ حدود خداوندی جاری کرنے میں امیر وفقیر میں تفریق کرتی تھیں، یعنی اگر کوئی غریب ونادار کوئی جرم کرتا تھا تو اسے وہ لوگ سزا دیتے تھے اور اگر وہی جرم کوئی امیر کبیر کرتا تو اس سے درگزر کرتے تھے، جبکہ اسلام اس تفریق کا قائل نہیں ہے، بلکہ اس سلسلہ میں مساوات کا قائل وعامل ہے۔

کمالا یخفیٰ۔

سوال نمبر۲۲۴: کیا موت کا ایک دن معین ہے یا موت آگے پیچھے ہوسکتی ہے؟

الجواب باسمہ سبحانہ: عام طور پر مشہور یہی ہے کہ

موت کا ایک دن معین ہے
نیند کیوں رات بھر نہیں آتی

مگر قرآن وحدیث پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عمر گھٹتی بھی ہے اور بڑھتی بھی ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں وارد ہے: وما یعمر من معمر ولا ینقص من عمرہ الا فی کتاب مبین۔ نہ کسی شخص کی عمر بڑھتی ہے اور نہ گھٹتی ہے مگر یہ کہ وہ پہلے سے کتاب مبین (لوح محفوظ) میں ثبت ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر عمر مقررہ ---- سے نہ بڑھ سکتی اور نہ گھٹ سکتی تو دعا بھی بیکار ہوتی اور صدقہ وخیرات بھی، اور علاج معالجہ بھی بے فائدہ ہوتا اور دوسری سب تدبیریں بھی۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ متعدد احادیث میں وارد ہے کہ خداوند عالم کے پاس دو لوحیں ہیں۔ ایک کا نام ہے لوح محو واثبات جس کے مندرجات کبھی مٹائے جاتے ہیں اور کبھی لکھے جاتے ہیں۔ ارشاد قدرت ہے: یمحوا اللہ ما یشاء و یثبت و عندہ ام الکتاب۔ یعنی خدا جو چاہتا ہے وہ لکھ دیتا ہے اور جس لکھے ہوئے کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور اسی کے پاس ام الکتاب ہے۔ اور یہ بات خداوند عالم کے قادر مطلق اور فاعل مختار ہونے کی ناقابل انکار دلیل ہے۔ دوسری لوح محفوظ ہے جس میں پہلی لوح کے محو و اثبات کا آخری نتیجہ درج ہوتا ہے۔

اب رہی اس بات کی تحقیق کہ کن باتوں سے عمر بڑھتی ہے اور کن امور سے گھٹتی ہے۔ یہ ایک طویل الذیل بیان ہے۔ تفصیل میری کتاب احسن الفوائد میں دیکھی جاسکتی ہے۔ ہاں اس بڑھنے اور گھٹنے کا ایک سبب صلہ رحمی اور قطع رحمی بھی ہے۔ واللہ اعلم

سوال نمبر۲۲۵: کیا مرجانے کے بعد کسی انسان نے زندہ ہوکر دوبارہ انسانی معاشرہ میں زندگی گزاری ہے؟ وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسمہ سبحانہ: ہاں قرآن وحدیث اور

سیر و تواریخ کے مطالعہ سے ایسے کئی اشخاص و افراد کے نام نظر آتے ہیں جو ایک بار موت کا ذائقہ چکھنے کے بعد دوبارہ زندہ ہوئے اور انسانی معاشرہ میں دوبارہ زندگی گزارنے کے بعد اپنی طبعی موت مرے۔

جیسے وہ لوگ جو کوہ طور پر تجلی پروردگار کی وجہ سے ہلاک ہو گئے تھے اور جناب موسیٰؑ کی دعا و استدعا پر دوبارہ زندہ ہوئے۔ یا جیسے عزیرؑ نے طاعون کی وجہ سے مردہ قوم کو دیکھ کر از راہِ تعجب کہا تھا کہ خدا ان کو کس طرح زندہ کرے گا؟ تو اس پر خدا نے ان کو ایک سو سال تک موت دے دی اور دوبارہ زندگی عطا فرمائی۔ یا جن لوگوں کو جناب عیسیٰؑ نے بارگاہ رب العزت میں دعا و استدعا کر کے دوبارہ زندگی دلوائی تھی۔ الی غیر ذالک من الواقعات۔

سوال نمبر ۲۲۶: کیا رسول کریمؐ یا ائمہ طاہرینؑ سے ایسی مستند ادعیہ و روایات مروی ہیں، جن سے عذاب قبر، فشار قبر، سوال و جواب قبر، یا عالم برزخ کے دوسرے حالات سے آگاہی ہوتی ہو جن کا آج کل انکار کیا جا رہا ہے؟

الجواب باسمہ سبحانہ: ایسے ادعیہ جات بھی بکثرت پائے جاتے ہیں اور روایات متواترہ بھی اور یہ امور مذہب شیعہ خیر البریہ کے ان مسلمہ عقائد و نظریات کا حصہ ہیں جن کا منکر کم از کم مذہب شیعہ سے خارج ہے۔ اور اس سلسلہ میں ہماری احسن الفوائد کے علاوہ سرکار علامہ مجلسی علیہ الرحمہ کی بحار الانوار کی (سابقہ تقطیع کے مطابق) تیسری جلد کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

واللہ الموفق و المؤید والمعین و ھو خیر الناصرین۔

جناب ایوب الحسن آف شرقپور شریف ضلع شیخوپور
(گزشتہ سے پیوستہ)

سوال نمبر۹: مرنے کے بعد دسواں، چالیسواں اور چار جمعراتیں کی رسومات اور فروٹ و برتن اور کپڑے سامنے رکھ کر ان پر قرآن کی تلاوت کرنا، یہ فعل لازمی سمجھا جاتا ہے۔

الجواب باسمہ سبحانہ: ہم نے اپنی اصلاح الرسوم میں بڑی تفصیل کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ ان رسوم کا اصلی اسلام کے ساتھ اتنا بھی تعلق نہیں ہے جتنا کہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کا تعلق گٹھلی سے ہوتا ہے۔

ہم موحد ہیں ہمارا کیش ہے ترک رسوم
ملتیں جب مٹ گئیں اجزاء ایماں بن گئیں

بے شک مرنے کے بعد مرنے والے کے لیے جو کار خیر انجام دیا جائے اس کا ثواب خدائے قدیر مرنے والے کی روح کو پہنچاتا ہے بشرطیکہ وہ کار خیر کار خیر ہو، اور حق بحقدار پہنچایا جائے۔ اسی طرح زندگی بھر مرنے والوں کے لیے ہر جمعرات کو کچھ صدقہ و خیرات کرنے کا حکم وارد ہے، نہ کہ صرف چار جمعراتوں تک۔ بہرنوع رسم رسم ہی ہوتی ہے، خواہ جس عنوان سے بھی ادا کی جائے۔

سوال نمبر۱۰: ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کی ولادت کے موقع پر رقص و سرود اور ڈھول باجے کی محفل منعقد کرنا شرعاً کیسا ہے؟

الجواب باسمہ سبحانہ: سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام کی ولادت پر خوشی و سرور کا اظہار اور غمی کے موقع پر حزن

وملال کا اظہار کرنا نہ صرف یہ کہ محبت کی نا قابل رد دلیل ہے بلکہ سنت بھی ہے۔ مگر اس موقع پر یہ ضروری ہے کہ کوئی ایسی حرکت نہ کی جائے جو شرعاً ناجائز ہو اور معصومینؑ کی ناراضگی کا باعث۔ جیسا کہ سوال میں بعض ایسی حرکات شنیعہ کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ لہٰذا ان سے اجتناب کرنا واجب ولازم ہے۔ ورنہ ایسا کرنے والے خداوند عالم کے قہر وغضب میں گرفتار ہوں گے۔

سوال نمبر ۱۱: عید نوروز کیا اسلامی تہوار ہے۔ اور عریضہ جات نیمہ شعبان کے شب حسین بن روح کو پکار کر نہر یا دریا میں ڈالنا۔ اور ائمہ ہدیٰ کی تصویریں بنا کر کسی مسجد کے اندر لگانا جائز ہے؟

الجواب باسمہ سبحانہ: یہ سوال دراصل تین سوالات کا مجموعہ ہے۔ ہر ایک سوال کا ترتیب وار جواب یہ ہے:

۱ تحقیقی قول کے مطابق (جس کی تفصیل اصلاح الرسوم میں مذکور ہے) عید نوروز اسلامی تہوار نہیں ہے، بلکہ مملکت ایران کا قومی تہوار ہے۔

۲ نیمہ شعبان کو نہر یا دریا میں عریضہ ڈالنا صرف ایک رسم ہے جس کا شرعاً کوئی ثبوت نہیں ہے اور نہ ہی کسی امام معصومؑ سے اس کا حکم وارد ہے۔

۳ سرکار معصومینؑ کی جعلی تصویریں بنانا اور پھر ان کو گھروں یا مساجد میں لٹکانا اور لگانا جائز نہیں ہے۔ اس سے احتراز لازم ہے۔

سوال نمبر ۱۲: بعض سادات اپنی بیعت لیتے ہیں اور اپنے آپ کو سجدہ کراتے ہیں، ان کی یہ حرکت کیسی ہے؟

الجواب باسمہ سبحانہ: شریعت اسلامیہ میں بیعت صرف اور صرف معصوم کی یعنی نبی وامام کی کی جاتی ہے اور سجدہ صرف ذات خداوندی کو کیا جاتا ہے۔ لہٰذا جو بھی غیر معصوم خواہ سید ہو یا غیر سید، اپنی بیعت کراتا ہے یا سجدہ کرواتا ہے وہ مشرک اور دشمن خدا ہے۔

سوال نمبر ۱۳: علم عرفان وتصوف سے کیا مراد ہے؟

الجواب باسمہ سبحانہ: تحقیقی قول کے مطابق عرفان دراصل تصوف کا ہی بدلا ہوا نام ہے۔ اور تصوف صوفیہ کے فاسد نظریات ومعتقدات اور کاسد عملیات ورسمیات کے مجموعہ کا نام ہے اور صوفیہ کے بارے ہمارے ائمہ علیہم السلام کا فرمان یہ ہے کہ الصوفیة کلهم من اعدائنا و عقیدتهم مغائرة لعقیدتنا۔ یعنی تمام صوفی ہمارے دشمن ہیں اور ان کا نظریہ ہمارے نظریہ کے مخالف ہے۔ (ملاحظہ ہو حدیقة الشیعہ از مقدس اردبیلی اور اثنا عشریہ جناب شیخ حر عاملی، عین الحیوۃ از علامہ مجلسی وغیرہ وغیرہ)

سوال نمبر ۱۴: ان ذاکرین کو مجلس عزا پڑھنے کے لیے دعوت دینا جو جھوٹی روایات پڑھتے ہیں اور غنا کرتے ہیں۔ یعنی فلمی طرز پر قصیدے پڑھتے ہیں اور منشیات استعمال کرتے ہیں۔ اسی طرح وہ نوحہ خوان اور ماتمی سنگتیں جو منشیات استعمال کرتے ہیں ان کو نوحہ خوانی اور ماتم داری کے لیے دعوت دینا اور ان کی مالی معاونت کرنا کیسا ہے؟

الجواب باسمہ سبحانہ: یہ سب امور شرعاً حرام اور ناجائز ہیں۔ دعا ہے کہ خداوند عالم تمام اہل منبر اور اہل ماتم کو قانون شریعت کے مطابق عزاداری اور ماتم داری

کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تاکہ روح عزاداری برقرار رہے اور مقصد شہادت امامؑ کی تکمیل ہو، جو کہ یہ ہے:

افعال یزیدی مٹ جائیں مظلوم سے الفت پیدا ہو
اس واسطے ان کے درد بھرے احوال سنائے جاتے ہیں

سوال نمبر ۱۵: ذوالجناح، تعزیہ، علم مبارک، جھولا جناب علی اصغرؑ اور دیگر شبیہات سے اپنی حاجات طلب کرنا کیسا ہے؟

الجواب باسمہ سبحانہ: یہ چیزیں بنانے کا اصل مقصد یہ ہے کہ واقعہ کربلا کو اصل تمثیلی شکل میں دنیا کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ اس کا اثر زیادہ ہو۔ یہ شبیہات اس لیے نہیں بنائی جاتیں کہ ان پر ہندوانہ ذہنیت کا مظاہرہ کیا جائے۔ شریعت مقدسہ میں دعا صرف ذات خداوندی سے کی جاتی ہے اور اس سے ہی حاجات طلب کی جاتی ہیں۔ البتہ وسیلہ سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام کو قرار دیا جاتا ہے۔ وبس۔ باقی جو کچھ بھی ہے سرمایہ وہم و خیال ہے۔

سوال نمبر ۱۶: کہا جاتا ہے کہ نماز قضاء عمری کی چار رکعت پڑھنے سے تمام زندگی کی قضا نمازیں ادا ہو جاتی ہیں۔ اس کی کیا حقیقت ہے؟

الجواب باسمہ سبحانہ: اس کی حقیقت یہ ہے کہ اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ یہ جاہل کی جہالت اور کسی غالی کی غفلت کا شاہکار ہے۔ الغرض ع

یہ ہوائی کسی دشمن نے اڑائی ہوگی

والسلام خیر الختام

باب المتفرقات

قضیہ توہین قرآن اور امت مسلمہ کی بے حسی

از ڈاکٹر ملک افتخار حسین اعوان سرگودھا

قرآن مجید فرقان حمید ذات پروردگار کا وہ بے مثال و بے نظیر کلام پر تاثیر ہے جو انسان کی ہدایت دنیوی اور نجاتِ اُخروی کا ضامن ہے۔ جس کے بارے خود باری تعالیٰ کا فرمان ہے:

ذلك الكتاب لاريب فيه هدى للمتقين

اس کلام پاک کا تحفظ اور بقا بھی خالق دو جہان کے ذمہ ہے۔

انا نحن نزلنا الذكر و انا له لحافظون

قلب رسالتؐ پر اتارے جانے والے اس انعام خداوندی کی اہمیت کے بارے حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: "جب میرا دل کرتا ہے کہ میں اپنے خالق و مالک سے کلام کروں اس وقت میں نماز پڑھتا ہوں اور جس وقت میرا دل چاہے کہ میرا خالق مجھ سے کلام کرے تو میں قرآن پڑھتا ہوں"۔

اللہ تعالیٰ کے اس کلام معجز نظام کے ساتھ بے قدر دنیا نے کیا سلوک کیا؟

ان لوگوں سے کیا گلہ اور کیا شکوہ جو نہ تو خداوند کریم کی وحدانیت پر یقین رکھتے ہیں، نہ پاک پیغمبر کی رسالت پر یقین، نہ ائمہ طاہرینؑ امامت پر ایمان۔ ان لوگوں کو قرآن کی کیا اہمت، حدیث پیغمبرؐ کی کیا توقیر، فرمودات ائمہ کی کیا تعظیم؟

تاریخ شاہد ہے کہ آسمانی کتب ہوں یا حاملان کتب سماوی پیغمبرانِ کرام، دنیا والوں نے ان کے ساتھ کتنا برا سلوک کیا، انبیاء کرام کو قتل کیا، قید و بند کی مصیبتوں سے دوچار کیا اور کتب سماوی میں ردوبدل اور تحریف کی۔ تورات اور زبور تو اب ناپید ہو چکی ہیں، البتہ انجیل جو کہ اب بھی موجود ہے، وہ اپنی اصلی حالت میں نہیں۔ اس میں اپنی مرضی سے تحریف کر دی گئی۔ جا بجا حضرت مریمؑ اور حضرت عیسیٰؑ کے فوٹو اور تصاویر بنا دی گئیں۔ اور جہاں جو دل چاہا اس میں ترمیم و تنسیخ کر دی گئی۔ یہ تو ہے ان لوگوں کا حال جو آپ آپ کو مہذب و متمدن خیال کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک انجیل کی قدر ایک کتاب سے زیادہ نہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر تنقید اور انگشت زنی کو آزادئ اظہار کا نام دیتے ہیں۔ اور جو ان کے منہ میں آتا ہے وہ کہہ دیتے ہیں اور جس طرح ان کو انجیل میں حضرت عیسیٰؑ کا نقشہ آتا ہے وہ اسے بنا دیتے ہیں۔

اپنی اسی مذکورہ بالا روش کو اپناتے ہوئے ان

نا مراد و مردود لوگوں نے پیغمبر اکرمؐ جیسی عظیم ہستی کی توہین کی۔ ان کے خاکے اور کارٹون بنانے شروع کیے اور اسے بھی آزادئ اظہار کا نام دیا گیا اور پھر قرآن مجید کے ساتھ یہ ظالمانہ سلوک کہ قرآن پاک کو ایک امریکی پادری ''ٹیری جونز'' ملعون نے جلا دیا۔ اور صرف اس نے جلایا نہیں بلکہ قرآن مجید پڑھ کر اس میں جو کچھ ارشاداتِ خداوندی جہاد وغیرہ کے بارے ہیں، ان پر اس نے خود ساختہ مقدمہ بنایا، اور پھر خود ہی جج بن کر فیصلہ کیا اور خود ہی شیطان صفت لعین نے سزا تجویز کی اور آخر توہین قرآن کا یہ واقعہ پیش آیا۔

مندرجہ بالا حقیقت پر تبصرہ

خداوند کریم نے یہود و نصاریٰ کے ساتھ دوستی سے منع فرمایا ہے:

لا تتخذوا الیہود و النصاریٰ اولیاء

کہ یہود و نصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ بلکہ یہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔

لیکن مسلمانوں نے یہ حکم خداوندی پس پشت ڈال دیا۔ ان کے آگے بچھتے چلے گئے۔ اور اپنے مال و متاع اور قدرتی وسائل کا ان کو سرپرست و سربراہ بنا دیا۔ ان کے طور طریقے اپنانا شروع کر دیے، ان کی کمپنیوں کو ملک کے سارے وسائل دے کر با اختیار بنا دیا۔ اور اپنے اقدار اپنی شناخت اپنے نظریات سب کچھ کو بھلا دیا۔ اس کے بدلے میں یہود و نصاریٰ نے مسلمانوں کو کیا دیا۔ ان کے درمیان تفرقہ ڈالا۔ کبھی مذہب کے نام پر، کبھی لسانیت اور علاقائیت کے حوالے سے، کبھی عرب و عجم کا لیبل لگا کر۔ مسلمان حکمرانوں کو اقتدار کا لالچ دے کے وہاں کی عوام کو خوب پیسا۔ اب مسلمان قوم اور نام نہاد اسلامی ممالک امریکہ کے کاسہ لیس بن کر ایک بھکاری کی حیثیت سے زیادہ کچھ نہیں۔ ان کے نظریات ہیں، تو وہی جو یہود و نصاریٰ کے ہیں۔ ان کے افعال و اطوار ہیں تو وہی جوان قوموں کے ہیں۔ تو پھر:

کہاں سے آئے صدا لا الہ الا اللہ

یہ ان سازشی اقوام کی گہری چال ہوتی ہے کہ کچھ عرصہ گزرنے کے بعد ایک نہ ایک سازش چل جاتے ہیں۔ اور پھر انتظار کرتے ہیں کہ آیا یہ نام نہاد مسلمان کسی ردعمل کا اظہار کرتے ہیں یا نہیں۔ لیکن جب انھیں یہ اندازہ ہو جاتا ہے کہ یہ بے حس گونگے بہرے مہرے کچھ نہیں کر سکتے تو پھر دوسرا پتھر مار دیتے ہیں۔

توہین رسالت والا واقعہ ہالینڈ میں ہوا، تو یہ بے حس اقوام کی طرح ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہے۔ نہ تو حکومتوں نے کوئی احتجاج کیا اور نہ نام نہاد اسلامی جماعتوں نے۔ ان بے حیاء لوگوں کے حوصلے بڑھتے گئے اور آج انھوں نے یہ کچھ کر دکھایا۔

یہاں کے خودکش بے گناہ معصوم نمازیوں پر حملے کرنا حصول جنت کا ذریعہ بتا رہے ہیں لیکن وہ ملعون جو یہ سب کچھ کر رہے ہیں ادھر کا رخ نہیں کرتے۔

سلمان رشدی جیسا ملعون جس نے حقیقت میں توہین قرآن کی تھی، اس کے بارے بھی اگر کوئی اسلامی امہ کی طرف سے فتویٰ آیا تھا تو فقط امام خمینیؒ کی

طرف سے۔ باقی سب مسلمانوں کو سانپ سونگھ گیا تھا۔ اب بھی وہی صورتِ حال ہے۔

سعودی عرب کے حکمران خود اسرائیل کی حمایت کر کے لبنان کے مسلمانوں کے قتل عام کرا رہے ہیں۔ جرم صرف یہ ہے کہ ان مسلمانوں کے نظریات سعودیہ کے حکمرانوں سے نہیں ملتے۔ بحرین کے مسلمانوں کے قتل عام میں بھی یہی لوگ ملوث ہیں۔ یمن میں اپنی فوجیں بھیج کر نہتے مسلمانوں کا قتل عام کرا رہے ہیں۔ صرف اپنے اقتدار کو بچانے کی خاطر۔ لیکن ان لوگوں کو یہ علم نہیں کہ امریکہ کے کاسہ لیس حسنی مبارک کا انجام کیا ہوا، جو کہ ابھی تازہ ترین واقعہ ہے۔ حیرت ہے کہ یہ لوگ جو اپنے آپ کو اسلام کا ٹھیکیدار اور باقی سب مسلمانوں کو کفر و شرک کی چکی میں پیس رہے ہیں، آواز تک بلند نہیں کر سکے۔ امریکہ سے احتجاج تک نہیں کر سکے۔

آخر میں اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ کوئی قرآن مجید کو جلائے جانے پر احتجاج کرے یا نہ کرے، ملت تشیع کو بھرپور احتجاج کرنا چاہیے۔ چونکہ حقیقی طور پر وارثان قرآن یہی ہیں۔ علماء کرام اپنی تقاریر میں واعظین اپنے وعظ میں ضرور احتجاج کریں۔ رسل و رسائل اور میڈیا کا دور ہے۔ ہر پلیٹ فارم پر بھرپور احتجاج کیا جائے۔ تاکہ ان یہود و نصاریٰ کو آئندہ ایسا کرنے کی جرأت نہ ہو سکے۔ وہ مختلف تنظیمیں اور تحریکیں جو یوم القدس کی بات نہیں کرتے لیکن خدا جانے اس مسئلہ پر کیوں خاموش ہیں۔ اور اگر کوئی احتجاج کیا بھی ہے تو انتہائی غیر مؤثر انداز میں۔ نہ کوئی پریس کانفرنس، نہ کوئی ریلی، نہ کوئی جلسہ جلوس۔

دعا ہے کہ خداوند کریم اس امت مسلمہ کے قائدین کو خواب غفلت سے جگائے، تاکہ اور کچھ نہیں تو کم از کم مؤثر طور پر احتجاج ہی کر کے دنیا کو بتا دیں کہ حقیقی وارثان قرآن ہم ہیں اور حقیقی حب داران رسولؐ و آلِ رسولؐ ہم ہیں۔

باب المتفرقات

ملت جعفریہ لاہور کی جانب سے

قوم کے نام کھلا خط

برادران ایمانی آج کا درس ''قوم کے نام کھلا خط'' ہے۔ اس خط کے توسط سے ہم ہر اس شخص سے مخاطب ہیں جو خود کو مسلمان، محمدؐ و آل محمدؐ کا غلام، مذہب اہل بیت کا پیروکار، شیعیت کا ترجمان اور محافظ سمجھتا ہے۔ یہ درد بھرا عریضہ بظاہر دو صفحات کا خط ہے مگر حقیقت میں یہ ایک نوحہ ہے، ایک فریاد ہے، ایک پیغام ہے، ایک اپیل ہے، ایک استغاثہ ہے، ایک دستک ہے، ایک احتجاج ہے، اور ایک خطرے کا الارم ہے۔

آپ نے یقیناً محسوس کیا ہوگا کہ تقریباً گزشتہ دو دہائیوں سے شیعیت عالمی سازش کا شکار ہے۔ عالمی سامراج نے ہمارے ملک میں ہمارے خلاف دو محاذ کھولے ہیں۔

پہلا محاذ: فرقہ وارانہ دہشت گردی کا تھا۔ جس میں سامراجی ایجنٹوں نے ہمارے خلاف غلیظ مذہبی لٹریچر، تکفیرانہ فتوؤں اور کلاشنکوفوں سے جنگ لڑی ہے اور مسلمانوں کے سامنے ہمارے کفر اور قتل کا یہ جواز پیش کیا ہے کہ شیعہ صحابہ کرامؓ اور ازواجِ رسولؐ کے بدترین دشمن ہیں۔ اگرچہ یہ الزام اور بہانہ تھا، تاہم اس الزام نے ہمارے گھر ماتمی بنائے ہیں اور ہم سے قیمتی ترین مذہبی اثاثے چھین لیے ہیں۔

دوسرا محاذ: ہماری چار دیواری کے اندر قائم کیا گیا ہے اور ہمارے لوگوں کو استعمال کیا جا رہا ہے جو ہمارے مذہبی عقائد کو ایک نیا رخ دے رہے ہیں۔

المختصر پہلے محاذ میں ہماری جان کو خطرہ تھا، دوسرے محاذ میں ہمارے اسلام کو خطرہ ہے۔ پہلے محاذ میں دشمن آگ لے کر ہمارے گھر جلانے آیا تھا، دوسرے محاذ میں ہمارے گھر کے چراغ، گھر جلانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

اس وقت ہمارے گھر میں چار شعلے جل رہے ہیں۔ اگر انھیں دردِ دل، ذہانت، جذبہ، دُور اندیشی اور جامع منصوبہ بندی سے ٹھنڈا نہ کیا گیا تو سامراجی دولت کا ایندھن اور سازشی ہوائیں انھیں بھانبڑ میں بدل دیں گی اور پھر اس آگ سے نہ صرف ہمارے دامن، ماتمی لباس، چادریں، عبائیں اور قبائیں جلیں گی بلکہ ہمارے ماتمی گھر، عزا خانے اور وہ اثاثے بھی آتشزدہ ہوجائیں گے جنھیں ہم شام غریباں کی آگ سے بچالائے تھے۔ آج کا خط انہی چار شعلوں سے آگاہی پر مبنی ہے۔

پہلا شعلہ: (غیر ذمہ دارانہ لٹریچر) ہمارے

سامنے کچھ پمفلٹ، دعوتی کارڈ، کتب اور اشتہارات پڑے ہیں۔ جو ہمارے احباب نے ملک کے مختلف شہروں سے ہمیں بھیجے ہیں۔ ہم خدا، رسول اور قرآن و عترت کو گواہ بنا کر ان کے ایک ایک لفظ کی ذمہ داری قبول کرتے ہیں اور آپ سے چادرِ زہراءؑ اور خونِ حسینؑ کا واسطہ دے کر اپیل کر رہے ہیں کہ آپ ٹھنڈے دل و دماغ سے یہ الفاظ پڑھیں اور پھر سوچیں کہ ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے اور کیا ہونے والا ہے۔؟

۱ ایک بڑے شہر کی ماتمی انجمن نے اپنے سالانہ پروگرام کا رنگین دعوتی کارڈ شائع کیا ہے۔ جس کی چاروں اطراف میں اللہ تعالیٰ کے نام (اسمائے حسنیٰ) لکھے گئے ہیں اور ان کے ساتھ اللہ کی بجائے حسینؑ لکھ دیا گیا ہے۔ حسین احد، حسین صمد، حسین غفور، حسین کریم، حسین رحیم، حسین قدوس، حسین رزاق، حسین سمیع، حسین بصیر، حسین قادر، حسین اول، حسین آخر وغیرہ وغیرہ

۲ اسی شہر کی ایک ماتمی سنگت کے سالار نے مولا علیؑ کی شان میں ایک پمفلٹ شائع کیا ہے جس میں بندہ خدا، علی المرتضیٰؑ کا تعارف یوں لکھا گیا ہے: اللہ کا کریم علی، اللہ کا رحیم علی، اللہ کا ظاہر علی، اللہ کا باطن علی، اللہ کا مشکل کشاء علی، اللہ کا مقدر علی، اللہ کی دعا علی، اللہ کا صراط علی، اللہ کی حقیقت علی، اللہ کا نائب علی۔ وغیرہ وغیرہ

۳ ایک شہر کے معروف جاگیردار اور جلسہ خان (بانی) نے معصومین کی ولادت، باسعادت کے موقع پر ایک رنگین دعوتی کارڈ شائع کیا ہے جس کے ابتدائیہ میں لکھا گیا ہے کہ آج فرشتے آسمان پر اور ہم زمین پر جشن ولادت معصومینؑ منا رہے ہیں اور ہم اس توفیق پر محمدؐ و آل محمدؐ کا سجدہ شکر بجا لاتے ہیں۔

۴ ایک تحصیل کے قصبہ سے مولا علی علیہ السلام کی جشن تاج پوشی کے عنوان سے ایک بڑا اشتہار شائع ہوا ہے جو علاقہ کی دیواروں پر چسپاں کیا گیا ہے۔ اس کا عنوان ہے: "سالانہ میلا" اس میلے میں ناچ، گانے، جھومر، ریچھ، خرگوش، اور کتوں کے دنگل اور محفل موسیقی اور گلوکاروں کا واضح اظہار کیا گیا ہے۔ اس اشتہار کی پیشانی پر سرائیکی کا ایک قطعہ لکھا ہوا ہے جس کے آخری دو مصرعے یوں ہیں:

محفل سجائی ہے پہلے امامؑ دی
آ، آخری امامؑ صدارت قبول کر

یہ ہے ہماری معرفت امام کی حالت، خدا خیر کرے۔

۵ ولی العصر ٹرسٹ جھنگ کی مطبوعہ کتاب: "علیؑ فی القرآن" میں ۱۰۰ سے زائد قرآنی آیات کو منتخب کر کے مولا علیؑ سے منسوب کیا گیا ہے اور اکثر مقامات پر رب سے مراد حضرت علیؑ لیے گئے ہیں، جیسا کہ کتاب کے صفحہ نمبر ۵۱۰ پر سورۂ جن کی آیت نمبر ۱۷ کا مطلب یوں لیا گیا ہے: (قرآنی ترجمہ) "جو شخص اپنے رب کے ذکر سے منہ پھیرے گا اللہ اسے سخت عذاب میں مبتلا کرے گا۔ کتاب کے مؤلف نے واضح لکھا ہے کہ یہاں رب سے مراد حضرت علیؑ ہیں۔ صفحہ ۵۷۸ سورۂ اخلاص جسے سورۂ توحید کہا جاتا ہے (قل ھو اللہ احد) جو خالصۃً اللہ کا تعارف ہے، کے بارے میں مؤلف نے واضح لکھا ہے کہ اس سورہ کی پانچوں آیات حضرت علیؑ کے حق میں نازل ہوئی ہیں۔

۶ ملک میں علیؑ رب کا نعرہ متعارف کروانے والے مہنگے مقرر کی کتاب "الکوثر" کے صفحہ نمبر ۷۸ پر درج ہے کہ اللہ احد ہے۔ احد مذکر ہے اور احدیٰ اس کی مونث ہے۔ احدیٰ سے مراد حضرت بی بی فاطمۃ الزہراءؑ ہیں۔ صفحہ نمبر ۷۹ پر واضح لکھا ہوا ہے کہ بتول وہ چادر ہے جس میں اللہ کی کبریائی کا بدن چھپتا ہے۔ علی یداللہ، عین اللہ، نفس اللہ، جنب اللہ ہیں۔ اللہ نے علیؑ کو سر سے پاؤں تک اپنی تصویر بنایا اور جان کر علیؑ کو اپنا بدن اس لیے عطا کیا تا کہ بتول کو احساس اجنبیت نہ ہو۔ صفحہ ۹۲ پر درج ہے کہ کبھی اللہ پر بھی مشکل آجائے تو اس کی مشکل کشا بتول ہے۔

دوسرا شعلہ :(غیر ذمہ دارانہ تقاریر) ایک زمانہ تھا جب کسی مقرر کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ ہوا میں بکھر جاتے تھے۔ مگر آج کے جدید دور میں الفاظ مع تصویر ریکارڈ ہو جاتے ہیں۔ جن کی تردید ممکن نہیں ہوتی۔ آیئے ہمارے نامور مقررین جنھیں ہم مورخ آل محمدؐ، مفسر قرآن حافظ نہج البلاغہ، سلطان العلماء، چراغ فکرو عمل، علمائے پنجتن پاک کے القابات سے اشتہارات اور منبر کی زینت بناتے ہیں، ان کے خیالات، فلسفے اور عقائد کی جھلکیاں ملاحظہ فرمائیں:

۱ لاہور کے ایک علامہ اور خطیب العصر اپنی مجلس کا آغاز یوں فرماتے ہیں: بسم اللہ الرحمن الرحیم شروع کرتا ہوں علیؑ کے نام سے۔ آگے تفسیر فرماتے ہیں کہ علیؑ اللہ کا نام ہے۔ (گویا کہ قوم کے اس علامہ کو اگر قرآن پاک کا ترجمہ کرنا پڑے تو یقیناً اللہ کے اسمائے حسنیٰ بدل دیں گے اور یوں کلام اللہ، کلام علیؑ بن جائے گا۔)

۲ لاہور کے ایک ابھرتے ہوئے نوجوان مقرر قرآن پاک پر یوں شک کرتے ہوئے مجلس پڑھتے ہیں کہ قرآن پاک میں جہاں جہاں "ھم" کا لفظ استعمال ہوا ہے یہ صیغہ جمع ہے اور اس سے مراد اہل بیتؑ عظام ہیں۔ مثلاً "ھم" نے اس قرآن کو نازل کیا۔ "ھم" نے آدم کو پیدا کیا۔ "ھم" نے آسمانوں کو چراغوں سے روشن کیا، "ھم" نے انبیاء کو ان کی قوم کی طرف بھیجا۔ (واضح رہے کہ قرآن پاک کے تقریباً ہر صفحہ پر اللہ تعالیٰ اپنے بارے میں کہیں "ھم" کہیں "انا" (میں) اور "ھو" (وہ) کہیں اللہ کے انداز میں مخاطب ہے۔ یہ لاریب کلام اللہ ہے اور یہ سارے اس کے اپنے انداز بیان ہیں۔)

۳ ناروے سے آئے ہوئے پاکستانی مقرر قرآن پاک کے بارے میں فرماتے ہیں۔ الم سے مراد آل محمدؐ ہیں۔ ذلک الکتاب سے مراد حضرت علیؑ ہیں۔ اگر آل محمدؐ نہ ہوتے تو قرآن گمراہ کرتا۔ زنجیر زنی اور حج کے موقع پر قربانی کا موازنہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ حضرت اسماعیلؑ (جد رسولؐ) حضرت امام حسینؑ کی جوتی کے برابر بھی نہ تھے اگر ہم وہاں خون بہا سکتے ہیں تو یہاں کیوں نہیں۔ نماز پڑھنا اس وقت واجب نہیں ہے جب آپ عزاداری میں مصروف ہیں۔ (حوالہ مجلس ۲۸ صفر شاہ گردیز ملتان)

۴ بہاولپور کے مقرر فرماتے ہیں: اگر حضرت یوسفؑ عزیز مصر کی چار روٹیاں کھا کر اسے رب کہہ سکتے ہیں تو ہم علیؑ کا رزق کھا کر علیؑ کو رب کیوں نہیں کہہ سکتے۔ علیؑ تو وہ ہستی ہے جس کے گھوڑے کی ناک سے بہنے والی رطوبت کی خود خدا سورہ العادیات پارہ ۳۰ میں قسمیں کھاتا ہے۔

(موصوف کی سینکڑوں سی ڈیز اور کئی کتب اس طرح کے فلسفوں سے لبریز ہیں)

۵ کراچی کے ایک مقرر (ڈاکٹر ------) فرماتے ہیں کہ دھمال سنت سجاد ہے۔ دھمال کہتے ہیں ایسی چال کو جو عام چال سے مختلف ہو۔ جب امام سجاد کو بیڑیاں پہنائی گئی تھیں تو آپؑ کی چال کا تسلسل ٹوٹ گیا تھا۔ پس اسی دن سے عزاداران امامؑ نے دھمال شروع کیا ہے۔

۶ کراچی کے ایک مقرر کربلا اور بیت اللہ کا موازنہ کرتے ہوئے فرماتے ہین کہ بیت اللہ (کعبہ) کربلا کی سجدہ گاہ کے برابر بھی نہیں۔ کیونکہ کربلا کی ایک زیارت ۷۰ مقبول حج سے افضل ہے۔

۷ بھکر کے نامور مقرر فرماتے ہیں ایک روز حضرت علیؑ گھر تشریف لائے تو اپنی زوجہ (محمد حنفیہ کی والدہ) کو مایوس پایا۔ وجہ پوچھی تو انھوں نے اولاد نرینہ کی محرومی کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا آنکھیں بند کرو۔ آپ نے ان کی پیشانی پر ہاتھ پھیرا اور پھر فرمایا آنکھیں کھولو، انھوں نے دیکھا کہ ان کی گود میں محمد حنفیہ کھیل رہے تھے۔ پھر علیؑ نے فخریہ انداز میں فرمایا: اگر خدا سے مانگتی تو دس ماہ انتظار کرنا پڑتا، علیؑ سے مانگا ہے دس منٹ لگے ہیں۔ (یہ تھیں ہماری تحاریر وتقاریر کی چند جھلکیاں، جن کی روشنی میں ہمیں غیروں سے پہلے سوچنا ہوگا کہ ہم کیسے مسلمان ہیں؟)

تیسرا شعلہ: (ٹی وی پروگرام) جب سے ٹی وی کیبل کا جدید نظام عمل میں آیا ہے ہر شخص دنیا بھر کا ہر طرح کا نظارہ اور پروگرام گھر بیٹھے دیکھ رہا ہے۔ ہم دوسروں کو اور وہ ہمیں دیکھ رہے ہیں۔ مذہبی حوالہ سے تقریباً پانچ چینلز کام کر رہے ہیں۔ ایک چینل پر ہر وقت عالمی مقرر و مناظر ڈاکٹر نائیک، اسلام کا وہابیت کے لبادہ میں تعارف کروا رہا ہوتا ہے اور ہزاروں لوگ اس کے اسلام کو سنتے ہیں اور سوالات کرتے ہیں۔ دوسرے چینل پر خلافت راشدہ کے عالمی ترجمان ڈاکٹر اسرار احمد کا قبضہ ہے جو قرآن اور خلافت کے موضوع پر دروس دیتے ہیں۔ مسلم وغیر مسلم ان کے نکتہ نظر کو نہایت دلچسپی سے سنتے ہیں۔ تیسرے چینل پر شیخ القرآن پروفیسر طاہر القادری صاحب قرآن اور فقہ واحادیث کے دروس دیتے ہیں۔ ان کی مدلل اور عالمانہ گفتگو کو زمانہ سنتا ہے اور اسلام سے آگاہی حاصل کرتا ہے۔ چوتھے چینل پر سبز پگڑی والے مدنی بھائیوں کا راج ہے، جو سیرت النبیؐ کے موضوع پر دروس دیتے ہیں۔ لوگ ان عاشقان رسول کے دروس کو بھی شوق سے سنتے ہیں۔ پانچواں چینل ہمارا ہے۔ جس پر کبھی کبھی روایتی مجلس کا پروگرام دکھایا جاتا ہے، وگرنہ ہر وقت نوحہ خوانی اور خونی ماتم ہوتا رہتا ہے۔

ہائے افسوس وائے قسمت: خلافت اور ملوکیت کے پیروکاروں کے ہاتھوں میں قرآن ہیں، جبکہ رسالت اور امامت کے پیروکاروں کے ہاتھوں میں چاقو، چھرے اور سر پھوڑنے والے خنجر نظر آتے ہیں۔ آج باب العلم اور صادق آل محمدؑ کے ماننے والے کس قدر علم سے خالی ہاتھ ہیں کہ دیگر مسلمانوں کے مفتی صاحبان، مفسرین قرآن، سکالرز اور محدثین کے مقابلہ میں چند اداکار نوحہ خوانوں کو لے آئے ہیں اور اس طرح سے اپنے اور ان کے اسلام کا موازنہ پیش کر رہے ہیں۔

بدقسمتی، ظلم اور محرومی: ہماری اس سے

بڑی بدقسمتی اور کیا ہے کہ کل تک جو لوگ نوحہ خوان تھے، آج وہ تھر پروڈکٹس کے تعاون سے سارا دن ٹی وی سکرین پر ہارمونیم، طبلے، اور میوزک کے ساتھ قصیدہ خوانی کرتے ہیں اور ان کے آلات لہوولعب کے ساتھ ساتھ بار بار علم عباس اور عراق وشام کی تمام زیارات مقدسہ دکھائی جاتی ہیں۔ ظلم یہ ہے کہ زمانہ پر واضح کیا جا رہا ہے کہ شیعہ بھی عیسائی اور ہندو مذہب کی طرح موسیقی کی چھنکار میں عبادت کرتے ہیں۔

اس سے بڑی محرومی اور حیرت کیا ہوگی کہ حالیہ رمضان المبارک کے مہینہ میں دیگر چار چینلز پر قرآن پاک کے دروس دیے جا رہے ہیں اور ہمارے چینل پر رمضان شریف بھی محرم بنا ہوا ہے۔ یعنی وہی نوحے، وہی ماتم، مخلصین مومنین افسوس اور شرم کے مارے ماتم کر رہے ہیں کہ شیعیت کے چہرے کو مسخ کیا جا رہا ہے، جبکہ ماتمی سنگتیں فخر سے جھوم رہی ہیں کہ عزاداری کی ترویج ہو رہی ہے۔

چوتھا شعلہ: (مذہبی تہوار) دو چار سالوں سے دیکھنے میں آ رہا ہے اور روز بروز اس میں اضافہ ہو رہا ہے کہ ہمارے مذہبی تہواروں کے انداز بدلتے جا رہے ہیں۔ کل تک ہم ۱۳ر رجب، ۳ر شعبان، اور ۱۵ر شعبان کو آمد معصومینؑ پر خدا کا شکر ادا کرتے تھے کہ ذات باری تعالیٰ نے ہماری ہدایت کے لیے ہمیں معصوم ہادی عطا فرمائے۔ ہم خدا کی اس عطا پر شکرانہ کی نمازیں پڑھتے تھے، احسانات خداوندی پر تمام رات تلاوت کلام پاک کرتے تھے، شب بیداری میں نہج البلاغہ اور دعا ومناجات کے لیے صحیفہ کاملہ پڑھتے تھے۔

مگر آج نمازوں کی بجائے جھومر، تالیاں، تلاوت کی بجائے ڈانس اور میوزک، دعا ومناجات کی بجائے محفل موسیقی کا رواج پڑ گیا ہے۔ جشن جو کبھی قرب ائمہ کا ذریعہ بنتے تھے آج قوم نے انھیں ٹورنامنٹ کی شکل دے دی ہے۔ کیونکہ یہاں قصیدہ خوانوں کی مقابلہ بازی ہوتی ہے۔ جیتنے والے قصیدہ خوانوں کو سونے کی ٹرافیاں اور کپ دیے جاتے ہیں۔

جشن کے شعراء کی شاعری:

۱ ۱۳ر رجب کے حوالہ سے ایک شاعر کا مولا علیؑ کے بارے میں عقیدہ ہے کہ:

پھرتا تھا زمانہ میں خدا بھیس بدل کر

۲: خم غدیر کی نقشہ کشی کرتے ہوئے سرائیکی شاعر کی رباعی کا آخری مصرع ہے کہ

اج نبی دے ہتھ وچ خدا دا ہتھ ہے

۳: ۳ر شعبان کے حوالہ سے سرائیکی شاعر فرماتا ہے:

نماز واجب حسینؑ تے نائیں حسینؑ واجب نماز تے ہے

۴: مجلس کی ایڈوانس فیس لینے والے معروف شاعر ۳ر شعبان کے حوالہ سے شعر پڑھتے ہیں:

آج یزدان نے خود ساقی کوثر سے کہا

مجھ کو بھی اک جام پلاؤ کہ حسینؑ آئے ہیں

۵: ۱۳ر رجب کے حوالہ سے ایک شاعر فرماتے ہیں:

ہاتھوں میں جس کے دونوں جہاں کا نظام ہے

وہ ساری کائنات کا پہلا امام ہے

۶: خدا کی وحدت کو تقسیم کرتے ہوئے ایک اور شاعر فرماتے ہیں:

سما پایا نہ وحدت میں تو اس نے بھر دیے پیکر

وگرنہ کب خدا کے گھر میں ہوتے ہیں بشر پیدا

۷: اس طرح کی شاعری کے علاوہ حضرت علی علیہ

(باقی صفحہ

باب المتفرقات

استغاثہ حسینی بقاء دین کے لیے تھا

اگر لبیک کہا ہے تو پھر خاموش کیوں؟

تحریر: ظفر علی لاشاری میرپور ماتھیلو ضلع گھوٹکی

سب تعریفیں ہیں اس ذات حقیقی کے لیے جس نے ہمیں وجود بخشا اور درود و سلام ہو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آلؑ پر جنھوں نے دین خدا کو اس طرح پہنچایا جس طرح پہنچانے کا حق تھا۔ اس دین خدا کی حفاظت کے لیے ائمہ معصومینؑ نے جن کرب و مصائب کا سامنا کیا وہ تاقیامت غیرت مند انسان بھلا نہ پائیں گے اور لعنت ہو ان پر جنھوں نے ائمہ معصومینؑ سے بغض رکھا اور ان کے پہنچائے ہوئے حقیقی پیغام کو مسخ کرنے کی ناپاک کوشش کی۔

جناب عالی! کئی دنوں سے دل میں ایک درد تھا، روح میں ایک تڑپ تھی، لیکن بیان کے لیے نا وقت تھا، نا الفاظ، کبھی وقت اور الفاظ ساتھ دیتے تو پھر حالات اجازت نہ دیتے۔ مطلب کہ حق گوئی میں مجبوریاں سامنے تھیں لیکن حق تو حق ہے جسے نہ کبھی وقت نے روکا نہ حالات نے، نہ الفاظ نے روکا نہ انداز نے۔ مولائے کائنات امیر المومنین علیؑ فرماتے ہیں: "حق کو کتنا بھی دبانے کی کوشش کرو زبان سے جاری ہو کر رہے گا"۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحلت کے بعد ائمہ معصومینؑ نے حکم خداوندی کے تحت براہ راست تبلیغ و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔

تبلیغ میں مصائب و مشکلات: اس دین خدا کی تبلیغ اور حفاظت کے لیے ائمہ معصومینؑ وہ ہستیاں جن کے جھولے فرشتے جھلاتے تھے، جن کی محبت کو قرآن نے واجب قرار دیا ہے اور جو اجر رسالت کے حقدار ہیں۔ انھوں نے تبلیغ کا ایسا حق ادا کیا کہ تاریخ اسلام کا سر فخر سے بلند ہے اور دوسری طرف اس حق گوئی رضاء الٰہی اور خوشنودیٔ خدا کی خاطر انھوں نے جن مصائب اور مشکلات کا سامنا کیا، تاریخ شرمسار بھی ہے، ان میں مکہ سے ہجرت ہو یا مدینے سے خروج، بیعت کی طلب ہو یا جلاوطنی کا مطالبہ، دعویٔ فدک ہو یا خلفاء کا دربار، دفن پر اعتراض ہو یا رنگین کفن، کربلا میں مختصر سا قیام ہو یا طویل سفر شام، جلتے ہوئے خیام ہوں یا بے مہار اونٹ، دریائے فرات کی روانی ہو یا خشک مشکیزے، ٹوٹی ہوئی برچھیاں ہوں یا زہر آلود خنجر، بے کفن لاشیں ہوں یا گھوڑوں کی ٹاپیں، سیدانیوں کے بین کرنا ہوں یا چادروں کا چھینا جانا، دربار شام ہو یا تخت یزید، زندان شام کی گرمی ہو یا دن کا اندھیرا، ساوہ کی بیابانی ہو یا قم کی پہاڑیاں، نیشاپور سے گزر ہو یا خراسان میں قیام، قید تنہائی ہو یا پل بغداد، نجف اور کاظمین کے مظالم ہوں یا سامرہ کی غاریں۔

اتنی مصیبتیں کہ قلم لکھنے سے قاصر ہے لیکن وارثان دین نے برداشت کیں، آخر مقصد کیا تھا؟

مقصد

حضرت امام حسین علیہ السلام نے اپنے خروج کے مقصد کو خود بیان کر دیا کہ: "میں نانا کی امت کی اصلاح کی غرض سے نکلا ہوں"۔ اور میدان کربلا میں سید الشہداء نے اور وضاحت کر دی کہ: "یہ دین اگر میرے خون کے علاوہ نہیں بچتا تو اے تلوار و آؤ اور مجھ پر ٹوٹ پڑو"۔ مقصد بقاء دین تھا۔

یہ شیعہ کا مسلمہ عقیدہ ہے کہ ائمہ معصومین کا مقصد دین خدا کی سربلندی تھا۔ صرف اور صرف دین۔ کئی ایسے مقامات ہیں جہاں پہ ائمہ معصومینؑ نے اپنے مقصد اور ہدف کو واضح بیان کیا ہے۔ ہمارے اصول میں عقائد اور فروع دین میں عمل ہے۔ اس لیے ائمہ معصومینؑ نے اعتقادات اور عمل کی اصلاح کی۔

مقصد کے حصول کے ذرائع

علماء اعلام نے مقصد امام حسینؑ کے حصول کے دو بڑے اہم ذرائع بیان کیے ہیں:

۱ کتب جو ہمارے مذہب کی اساس ہیں۔

۲ منبر، مجالس عزا کا برپا ہونا۔

کتب: کتب کسی بھی مذہب کی اساس ہوتی ہیں، الحمد للہ ہمارا مذہب تحریری ہے۔ اور ہمارے جید علماء کرام نے اپنی زندگیاں صرف کر دیں اور محمدؐ و آل محمدؑ کا حقیقی پیغام تحریر کر دیا۔ اس سلسلے میں ان پہ کیا کیا بیتی اہل علم بخوبی آگاہ ہیں۔ مزید وضاحت کی ضرورت نہیں۔

مجالس عزا کا برپا ہونا، منبر: مجالس عزا کا برپا ہونا ہمارے مذہب میں عبادت ہے۔ شیعہ قوم کے نزدیک مساجد کے بعد عزا خانوں کو ثانوی حیثیت حاصل ہے۔ یہ بھی ہماری قومی اور مذہبی عمارات ہیں۔ حضرت آیت اللہ روح اللہ خمینیؒ نے فرمایا کہ: "تمہارے عزا خانے تمہاری درس گاہیں ہیں، اور تم ذکر حسینؑ اور فکر حسینؑ کے پاسدار ہو اور پاسدار بن کر رہو۔ خبردار خائن نہ بننا"۔ مجالس کے انعقاد کا ایک مقصد سید الشہداءؑ کو ان کی مصیبتوں، دکھوں، قربانیوں کا پرسہ دینا ہوتا ہے۔ اور دوسرا اصول و فروع، اسلام کی تشریح، تفسیر، حدیث و فقہ و تاریخ بیان کرنا ہوتا ہے۔ (یعنی مقصد حسینؑ)

منبر کی اہمیت:

ہمارے ہاں شیعہ ذوق کتب بینی کم اور شوق سماعت زیادہ رکھتے ہیں۔ اس لیے زیادہ تر مذہب منبر سے حاصل کرتے ہیں۔ لہٰذا منبر سے جو بیان سنتے ہیں وہ ہزاروں سامعین میں پھیل جاتا ہے۔ اگر صحیح مصدقہ سچی باتیں، صحیح عقائد نشر ہوں تو صحیح مذہب پھیلتا ہے، اور اگر غلط باتیں غلط عقیدے اور غلط روایات بیان کی جائیں تو غلط عقیدے پھیلتے ہیں جن کی تصحیح اور اصلاح مشکل ہو جاتی ہے۔

عقائد و اعمال کی اہمیت:

اعمال کی قبولیت کا دار و مدار عقیدے پر ہوتا ہے۔ قرآن و احادیث سے شیعہ مذہب میں ثابت ہے کہ اعمال کی کمی بیشی والے کی شفاعت ہوگی، لیکن بدعقیدہ کی شفاعت قطعاً نہیں ہوگی۔

منبر کا مقصد

یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ یہ منبر امام حسینؑ کا ہے۔ یہ وہ منبر ہے جس کا مالک امام حسینؑ

دین و شریعت کی بقاء اور اس سے کھیلنے والوں کے خلاف ایک کوہ گراں کی مانند ڈٹ گیا۔ اس منبر کا مقصد دراصل وارث منبر ہی کا مقصد ہے۔ یعنی خدا کی بندگی، اللہ کی حکمرانی اور لوگوں کو اہل بیتؑ اطہار سے صحیح معنوں میں شناسائی کرانا۔

منبر و صاحب منبر کی موجودہ حالت (قومی المیہ)

نہایت ہی افسوس کے ساتھ لکھنا پڑ رہا ہے کہ وہ منبر امام حسینؑ جس پہ آنا عبادت اور جس سے پیغام حقیقی سننا عبادت ہے، آج اکثر غیر ذمہ دار ہاتھوں میں ہے۔ ہر عہدے کے لیے ایک معیار مقرر ہوتا ہے۔ جس طرح ہمارے مصلے کا معیار ہے، اس لیے اس کا تقدس بھی برقرار ہے۔ مگر افسوس کہ منبر جو مذہبی روحانی اور تبلیغی مسند ہے، اس کے لیے کوئی معیار معین نہیں ہے۔ نہ معیار علم ہے نہ مذہبی پابندی، نہ آداب مجلس کا پاس ہے نہ خوف خدا، نہ ائمہ معصومینؑ کی محنت کی قدر ہے نہ سامعین سے کوئی خطرہ، نہ اہل علم کا لحاظ نہ کتب کے ساتھ بیان کی مطابقت، نہ روایات صحیح کی پابندی، ہمارے مدارس سے فارغ التحصیل چند ذمہ دار علماء کو چھوڑ کر باقی اکثر نام نہاد خطیبوں نے تو ہمارے مذہب کی بنیادی کتب تک نہیں دیکھیں۔ چند تقریریں سن کر خطیب بننے والوں کی نظر میں نہ دین کی اہمیت ہے نہ آخرت کا خوف، ان کی نظر صرف بانی کی جیب اور سامعین کی واہ واہ پر ہے۔ اور سامعین کی سماعت بھی حصول دین کے لیے نہیں رہی، ان کا اچھلنا اور شور و غل دینی اجتماع تو نہیں لگتا بلکہ ------؟

تھوڑی دیر کے لیے سوچیں، غور کریں کہ ائمہ معصومینؑ یا ان کے تبلیغ کے سلسلے میں مقررہ نمائندے جب کہیں تبلیغ کے لیے جاتے ہوں گے تو ایسا ماحول ہوگا جو ہم نے آج کل بنا رکھا ہے۔

حقیقت

حقیقت میں یہ منبر مسند انبیاء و اوصیاء ہے۔ لیکن اب جو حقیقت ہے وہ اگر ہم احترام کی خاطر خاموش رہیں تو الگ بات ہے، ورنہ حقیقت یہ ہے کہ وہ منبر حسینؑ جو مدینۃ العلم کا باب العلم تھا، آج ان ہاتھوں میں ہے جن ہاتھوں سے وارثان دین نے بچا رکھا تھا، وارث منبر نے تو نوک سنان پہ بھی قرآن سنا کے بتا دیا تھا کہ ہم قرآن کے ساتھ اور قرآن ہمارے ساتھ ہے۔ لیکن افسوس کہ آج اسی امام حسینؑ کے منبر سے قرآن کی غلط تشریح و تفسیر کی جاری ہے اور اہل بیتؑ کی شان کو مسخ کیا جا رہا ہے، ترویج شریعت کی بجائے تنسیخ شریعت کی مہم چلائی جا رہی ہے۔ حضرت امام علی رضا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: "جب دیکھو کہ قرآن اور ہمارے قول کی غلط تشریح یا مخالفت ہو رہی ہے تو تم پر واجب ہے کہ تم ان کو روکو، بلکہ لگام دو"۔ اس منبر توحید کو نصیریت اور غلات کا مرکز بنایا جا رہا ہے۔ آج اس منبر سے عالمانہ اور مہذبانہ انداز ختم اور فنکارانہ اور جاہلانہ انداز فروغ پا رہا ہے۔ غیر ذمہ دارانہ اور صداقت و اعتبار سے خالی بیان نشر ہو رہا ہے۔ سنتیں ختم ہو رہی ہیں اور بدعتیں فروغ پا رہی ہیں۔ مجالس اپنی افادیت کھو رہی ہیں۔ تبلیغ اور ہدایت ہدف نہیں رہا، مقرر دکاندار بن کے رہ گیا ہے۔ منبر اب تجارت گاہ بن گیا ہے، فنکار حضرات اپنا

فن شہداء کربلا کے خون سے رنگین کر کے فروخت کر رہے ہیں، ہمارے مذہب میں غنا حرام ہے، وہ کون سا انڈین گانا ہے جس کی دھن سے ہم منبر پر محظوظ نہیں ہوئے؟ اور ہم نے مکرر مکرر کی فرمائش کر کے اپنے دھن مزاج نفس کو مذہبی چادر لپیٹ کر خوش نہیں کیا۔ یہ شیعیت پر الزام ہے کہ وہ ناجائز ذرائع سے پھیلی ہے۔ نہ شیعہ مذہب راگ سے پھیلا ہے نہ کسی سر سے نہ کسی فنکاری سے پھیلا ہے نہ غنا سے۔ مذہب شیعہ کلام اللہ اور کلام معصومؑ سے پھیلا ہے۔ ہمارے منبر سے آج کلام اللہ بھی غائب ہے اور کلام معصومؑ بھی نہ جانے کس کس کے کلام منتشر ہو رہے ہیں۔ مجالس کا تقدس مجروح ہو رہا ہے، مذہبی درسگاہ کا تصور ختم ہو رہا ہے۔ منبر ہدایت سے ہدایت کم ہوتی جا رہی ہے۔

حضرت امام حسینؑ زندگی کے ہر شعبہ میں نمونہ عمل ہیں لیکن کم از کم ہم جب ان کے منبر پر ہوں تو اس وقت تو کچھ خیال کریں ہدایت کے اس منبر پر اب کوئی معیار مقرر نہیں، کوئی پابندی نہیں، کوئی حدود مقرر نہیں۔ یہ مقرر کی مرضی ہے کہ معصومینؑ کی جنگ ملائکہ مقربین سے کرائے یا باقی انبیاء سے۔ کبھی کبھی تو یہ محاذ آرائی خالق اور مخلوق کے درمیان پہنچ جاتی ہے، جبکہ امام علی رضا علیہ السلام فرماتے ہیں: ''جو خالق کی مخلوق سے تشبیہ دے وہ مشرک ہے''۔

لمحہ فکریہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحلت سے پہلے فرمایا کہ:

''میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں، ایک کتابِ خدا اور دوسری میری عترت اہل بیتؑ، اگر تم انھیں اختیار کیے رہو گے تو کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوضِ کوثر پر میرے پاس پہنچیں''۔

اب المیہ یہ ہے ان نام نہاد خطیبوں کی تقریروں میں نہ کہیں قرآنی تعلیمات ہیں، نہ اقوال اہل بیتؑ۔ منبر کی اصلاح کی بات کی جائے تو نہ جانے کیا کیا الزامات لگائے جاتے ہیں کہ یہ وہابی ہو گئے ہیں، اہل حدیث ہو گئے ہیں، ایجنسیوں کے لوگ ہیں، عقل کے ناجن لیں۔ یہ عقل مندوں کا جزیرہ ہے، پروپیگنڈا علیؑ والوں کا شیوا نہیں حقیقت کو تسلیم کریں، میں آپ کو دعوتِ فکر دیتا ہوں کہ خدا را قوم کا بیڑا غرق نہ کیجیے۔ ان لوگوں پر نظر رکھیں جو ہمارے منبر پر آ کر شریعت کو مسخ، قوم کو گمراہ، قرآن کی نافرمانی اور ائمہ معصومینؑ کی محنت کو ضائع کر رہے ہیں۔

حضرت آیت اللہ خامنہ ئی نے فرمایا کہ: ''یہ بات قطعاً غلط ہے کہ حسینؑ کے نام سے جو بھی کام کیا جائے صحیح اور جائز ہے۔ جائز وہ ہے جسے حسینؑ نے جائز کہا۔ ایسے لوگوں پر نظر رکھو جو سرِ منبر حسینیت کو داغ دار کر رہے ہیں''۔ یہ نام نہاد خطیب وہ کام کر رہے ہیں جو بنو امیہ اور بنی عباس کی حکومتی مشینری بھی نہ کر سکی۔ اس صورت حال میں ہم ہیں کہ بجائے ان کی حوصلہ شکنی کے حوصلہ افزائی کر رہے ہیں۔ ائمہ معصومینؑ سے زیادہ ان کو القاب دے رہے ہیں جو دین خون حسینؑ سے بچا تھا اسے ہم اپنا سرمایہ خرچ کر کے ان نام نہاد غیر ذمہ دار خطیبوں کے ہاتھوں مسخ کر رہے ہیں۔ خدارا سوچیں غور کریں، ہماری منزل کیا تھی، اور ہم کہاں جا رہے ہیں۔ منبر کا مقصد صرف رونا رلانا نہیں، اس غم میں رونا بے شک ثواب ہے لیکن معرفت اور صحیح عقیدے کے ساتھ، ورنہ مظالم پر تو رو وہ بھی رہے تھے جو کربلا میں لوٹ

بھی رہے تھے۔ ہم حق کے دعوے داروں کی زبانیں حق کہنے سے کیوں بند ہیں۔ کہیں وہ وقت تو نہیں آ گیا جس کے لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ: ''تم پر ایک ایسا وقت آئے گا کہ خوف کی وجہ سے حق نہ کہہ سکو گے''۔ ہمیں بے جا خوف ہے اگر مقرر حقیقی دین بیان کرے گا تو لوگ کم آئیں گے، جلسہ ناکام ہوگا، جس سے قوم کا وقار کم ہوگا۔ قوموں کا وقار افراد کی کمی بیشی کا محتاج نہیں ہوتا، بلکہ قومی شخص کو قائم رکھنے میں قوموں کا وقار ہے۔ مولا امیرؑ فرماتے ہیں کہ: ''افرادی کثرت سے حق نہیں پہچانا جاتا، اہل حق کی معرفت خود بخود ہو جاتی ہے، چاہے وہ قلیل ہی کیوں نہ ہوں''۔

ہم حق اس لیے کہہ سکتے ہیں کہ لوگ ناراض ہوں گے، انتشار ہوگا، مصلحت کی خاطر، عہدے بچانے کی خاطر، اپنا مقام اور اجارہ داری قائم رکھنے کی خاطر یا پھر اس لیے کہ بانی ناراض نہ ہو، مقرر ناراض نہ ہو، انجمن ناراض نہ ہو، تنظیم ناراض نہ ہو، دوست ناراض نہ ہوں۔ خدا کی قسم یہ سب ناراض ہوں تو ہوں، اللہ تعالیٰ، انبیاء کرامؑ اور ائمہ معصومینؑ کو ناراض نہ کرو۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ ہمارے اعمال امام زمانہؑ کے حضور پیش ہوتے ہیں جو ایک طولانی غیبت میں ہم سے جدا ہیں۔ کیا ہم نے کبھی سوچا ہے کہ وارث منبر کو ہمارا منبر خوش کر رہا ہے یا ناراض؟ کیا ہمارا منبر غیبت کبریٰ کی ذمہ داریوں اور امام زمانہؑ کے ظہور میں آپؑ کی نصرت اور مدد کے لیے ہمیں تیار کر رہے ہیں۔ مجھے تو یہ لگتا ہے کہ وارث منبر کے ہوتے ہوئے بھی اس منبر کو لاوارث سمجھا جا رہا ہے۔

امام حسینؑ نے فرمایا کہ: ''زبانیں اگر حق کہنے کی جرأت کرتیں تو ہم اہل بیتؑ پر اتنے مظالم نہ ہوتے''۔ اب ہم غور کریں کہ ہم خوشنودیٔ خدا خوشنودی امام زمانہؑ کی خاطر کتنا حق کہنے کی جرأت کرتے ہیں۔ ہم سب کا عقیدہ ہے کہ استغاثہ حسینی نصرتِ دین کے لیے تھا۔

المختصر کہ استغاثہ حسینی بقاء دین کے لیے تھا، اگر لبیک کہا ہے تو پھر خاموش کیوں؟

والسلام

ظفر علی لاشاری

حیدر شاہ کالونی نزد فیضان مدینہ مسجد

میرپور ماتھیلو ضلع گھوٹکی

فون نمبر 0308-3199188

ای میل ایڈریس zafaralilashari@yahoo.com

بقیہ قوم کے نام کھلا خط

السلام کو ہر بات اور ہر شعر میں نصیریوں کا خدا کہنا اور اس خدائی پر شعراء اور شرکاء کا خوشی سے اچھلنا، اس بات کی واضح دلیل اور ثبوت ہے کہ ایسا کرنے والے اپنے خالق حقیقی، رب ذوالجلال، خداوند متعال کی تحقیر اور تقصیر پر نازاں ہیں۔

آئیں ہم خود فیصلہ کریں: خدا کو حاضر ناظر جان کر ائمہ طاہرینؑ کی ارواح مقدسہ کے روبرو ہم فیصلہ رکھیں کہ خود کو مسلمان کہلوانے، رسالت اور امامت کے وارث بننے والوں کے یہی انداز ہوتے ہیں؟۔

آخری بات: جنگ احد کی تاریخ بتاتی ہے کہ جب مجاہدین حکم رسول کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اپنا مورچہ چھوڑ کر مال غنیمت لوٹنے دوڑ پڑیں گے تو خالی مورچہ سے خالد بن ولید جیسے لوگ داخل ہوں گے اور رسالت کو ایذاء پہنچائیں گے۔ آج اسلام محمدی کے زخمی ہونے کی وجہ بھی یہی ہے کہ علماء نے اپنا مورچہ چھوڑ کر اپنی ترجیحات بدل لی ہیں، قوم کے دامن کو شرک کی آگ لگ چکی ہے۔ اگر خانقاہیں چھوڑ کر رسم شبیری ادا نہ کی گئی تو شیعیت کا اسلامی چہرہ جھلس جائے گا۔

ذاکرین عظام اور اکابرین ملت پر واضح رہے کہ مذہب کے تحفظ کے لیے آپ اور علماء ایک ہی مورچہ کے سپاہی ہیں، بلکہ آپ کی ذمہ داری علماء سے زیادہ بھاری اور مؤثر ہے۔

غیور نوجوانوں پر لازم ہے: کہ وہ توحید، قرآن وعترت اور مذہب کے تحفظ کے لیے میدان عمل میں اتریں، اور ثابت کریں کہ آپ کی زندگی میں کوئی سامراجی یا یزیدی سازش کامیاب نہیں ہوسکتی۔ انشاءاللہ

اپیل: کم از کم ۵ مومنین تک یہ پیغام (امانت) پہنچا کر آپ بھی قرآن وعترت کی ترویج میں حصہ دار بن جائیں۔

منجانب ملت جعفریہ لاہور پاکستان

بقیہ باب العقائد

حالت کی طرف عود کر گئے۔ (دنیا سے سدھار گئے) اسی طرح صفحہ ۲۸۹ پر لکھا ہے: فان هذا اللباس ليس الاكعبأة لبسوها و خلعوها۔ یعنی "یہ لباس (بشریت) ان کے لیے بمنزلہ ایک عباء کے ہے جسے وہ (کبھی) پہن لیتے ہیں اور (کبھی) اتار دیتے ہیں"۔ ہم اس نظریہ فاسدہ کا تارپور پہلے باب میں دلائل وبراہین کے ساتھ فضائے محیط میں بکھیر چکے ہیں۔ اس لیے یہاں اعادہ و تکرار کی ضرورت نہیں۔ یہاں تو صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ یہ عقائد سخیفہ فرقہ شیخیہ کی ذہنی اختراع اور پیداوار ہیں وبس۔ اور آج انہی عقائد کو حرز جان اور مدار ایمان سمجھا جا رہا ہے۔

بقیہ گناہان صغیرہ وکبیرہ کی تعریف

كذبوا بايات الله۔ یعنی جو لوگ مسلسل برائی کرتے رہتے ہیں ان کا انجام یہ ہوتا ہے کہ آیات الٰہیہ کو جھٹلا کر (یعنی کافر ہوکر) مرتے ہیں۔

اعاذنا الله وجميع المؤمنين منه۔

باب المتفرقات

پردہ اور سیرت معصومہ علیہا السلام

تحریر: علامہ سیّد ذیشان حیدر جوادی

سیرت خود ایک ساکت و صامت حقیقت ہوتی ہے، اس لیے اس سے استدلال قائم کرنے سے پہلے اس کی نوعیت پر نظر کرنا ضروری ہوتا ہے کہ نوعیت کو دریافت کیے بغیر سیرت سے استدلال ایک بے معنی امر ہوگا۔ مثال کے طور پر یوں سمجھ لیجیے کہ آپ نے کسی معصوم کو دو رکعت نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو ظاہر ہے کہ اس نماز سے اتنا تو ضرور اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس وقت میں دو رکعت نماز قائم کرنا جائز ہے۔ لیکن یہ فیصلہ ناممکن ہوتا ہے کہ یہ نماز سنت ہے یا واجب ہے۔ اس نماز کی نوعیت دریافت کرنے کے لیے مذہب کے دوسرے قوانین پر نظر کرنا ہوگی۔ مثلاً یہ دیکھا جائے گا کہ اسلام مین واجب نمازوں کی تعداد معین ہو چکی ہے اور نہ اس کا شمار خصوصیات معصومینؑ میں ہوسکتا ہے، اس لیے یہ نماز واجب نہیں ہوسکتی ہے اور نہ اس کا شمار خصوصیات معصومینؑ میں ہوسکتا ہے۔ اس لیے اس نماز کا مستحب ہونا امر یقینی ہے۔ یہی حال جملہ سیرتوں کا ہے کہ جب تک ان کی نوعیت نہ معلوم ہو جائے اس وقت تک ان کے بارے میں فیصلہ کرنا غیر ممکن ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ پردے کے بارے میں بھی اسلام کا موقف دریافت کیا جائے تاکہ اس کی روشنی میں سیرت کا تجزیہ کیا جاسکے۔ قرآن و سنت کے اکثر بیانات سے اس موقف کی وضاحت کرنے کے لیے اس وقت معصومہ عالم جناب فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کا یہ فقرہ پیش نظر ہے جو آپؑ نے سرور کائناتؐ کے سوال پر ارشاد فرمایا تھا۔ آپؐ کا سوال یہ تھا کہ عورت کے لیے سب سے اچھی چیز کیا ہے؟ اور معصومہ عالم کا جواب یہ تھا کہ عورت کے لیے سب سے بہتر یہ ہے کہ نہ اس پر کسی مرد کی نگاہ پڑے اور نہ وہ کسی مرد کو دیکھے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ پردہ یک طرفہ ستر کا نام نہیں ہے، بلکہ اس میں طرفین کی حیا و غیرت کو دخل ہے۔ پردہ صرف گھر میں بیٹھنے کا نام نہیں ہے، بلکہ گھر سے نکلنے کے بعد بھی مردوں کی نظر سے بچنے کا نام ہے اور گھر میں رہ کر بھی نامحرم کی نگاہ سے اپنے کو بچائے رکھنے کا نام ہے۔ عورت کو قانونی اعتبار سے گھر کے اندر رہ کر امور خانہ کی نگرانی کرنا چاہیے اور کبھی بر بنائے ضرورت نکل بھی آئے تو اپنے کو مردوں کی نظر سے بچائے رکھنا چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے مرد کو عورت پر حکومت کا درجہ اسی معنی میں دیا ہے کہ وہ عورت کو گھر سے باہر نہ جانے دے۔ بیرون خانہ کی مصلحتوں کو

عورت کی نسبت سے مرد زیادہ بہتر جانتا ہے اور اگر ان حالات کے جانتے ہوئے بھی باہر جانے کی اجازت دیتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہیکہ اس کی شرم وحیا رخصت ہو چکی ہے اور ظاہر ہے کہ جس کی شرم وحیا رخصت ہو جائے اس کا دین ومذہب کہاں رہ جاتا ہے۔

معصومہ عالمؑ کے اسی ارشاد گرامی کی روشنی میں آپ کی اس سیرت کو دیکھا جا سکتا ہے کہ آپ کے دروازے پر سرور کائناتؐ اپنے محترم صحابی کو لے کر آئے اور اندر آنے کی اجازت چاہی تو معصومہ عالمؑ نے اجازت دے دی۔ لیکن آپ نے دوبارہ سوال کیا تو آپ نے عرض کیا کہ گھر آپ کا گھر ہے اجازت کی کیا ضرورت ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میرے ساتھ میرا ایک صحابی بھی ہے۔ جناب سیدہؑ نے عرض کیا کہ آپ کو تو معلوم ہے کہ میرے پاس ایک چادر ہے جس سے یا سر کو چھپا سکتی ہوں یا پیروں کو۔ ایسی حالت میں کسی صحابی کو گھر کے اندر آنے کی اجازت کیسے دے سکتی ہوں؟ واقعہ سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ معصومہ عالمؑ صحابی کو گھر کے اندر آنے سے نہیں روکنا چاہتیں، بلکہ پردے کے حدود پر روشنی ڈالنا چاہتی ہیں۔ یعنی اگر میرے پاس چادر ہوتی تو ضرور اجازت دے دیتی اور یہی وجہ ہے کہ جب حضرت نے اپنی عبا عنایت فرما دی تو جناب سیدہ سلام اللہ علیہا نے بخوشی صحابی کو اندر آنے کی اجازت دے دی۔

معصومہؑ کے گزشتہ ارشاد سے بظاہر یہی معلوم ہوتا تھا کہ عورت یا مرد کے دیکھنے کا مطلب اس کے چہرے اور صورت کا دیکھنا ہے۔ لیکن آپ کی سیرت نے اس کی مزید وضاحت اس طرح کر دی کہ اس کے حدود میں قد وقامت بھی آجاتے ہیں۔ جیسا کہ مشہور ہے کہ آپ نے اسماء سے یہ شکوہ کیا کہ مدینہ میں جنازہ اٹھانے کا طریقہ ناقص ہے۔ اس سے مردے کا قد وقامت نمایاں ہو جاتا ہے اور جب اسماء نے حبش کے طریقہ سے تابوت بنا کر دکھایا تو آپ کے لب ہائے مبارک پر مسکراہٹ آگئی۔ (بعض روایات میں طریقہ معصومہؑ کے خواب کا نتیجہ بتایا گیا ہے) ظاہر ہے کہ آپ کا اضطراب مرنے کے بعد کے لیے تھا، جب انسان سے ہر حکم اور فریضہ ساقط ہو جاتا ہے۔ لیکن یہ اضطراب بتاتا ہے کہ آپ مرنے کے بعد بھی اپنے قد وقامت کو نمایاں نہیں ہونے دینا چاہتی تھیں اور جو مرنے کے بعد اس بات کو پسند نہ کرتا ہو وہ زندگی میں کیسے پسند کر سکتا ہے اور شاید یہی وجہ تھی کہ جب رسول اکرمؐ آپ کو مباہلہ میں لے کر چلے تو آگے خود رہے اور پیچھے حضرت علیؑ کو کر دیا، تاکہ فاطمہؑ کا قد نمایاں نہ ہونے پائے اور فاطمہؑ کے نقش قدم پر کسی کی نظر نہ پڑنے پائے۔

حضرت فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کی یہی بلندی نفس تھی جس کی عظمت کا اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے کہ رسول اکرمؐ ابن ام مکتوم نابینا صحابی کو لے کر اپنے گھر میں تشریف لائے اور عائشہ وحفصہ سے کہا کہ حجرے میں چلی جاؤ تو دونوں نے کہا کہ یہ تو نابینا صحابی ہے، اس سے پردہ کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ یہ سچ ہے کہ وہ نابینا ہے لیکن تم تو نابینا نہیں ہو۔

(باقی صفحہ ۳۸ پر)

بسلسلہ گولڈن جوبلی

خطاب

علامہ محمد حسین نجفی صاحب دام ظلہ الوارف

اب ساڑھے پانچ بج چکے ہیں، اظہار تشکر کے لیے حاضر ہوا ہوں، تقریر نہیں کرنی، تقریریں بہت ہو چکی ہیں۔ میں اتنا عرض کروں کہ جب سے خراج عقیدت پیش کیا جا رہا تھا، تو ندامت کی وجہ سے میرا سر جھک رہا تھا، اور ڈر بھی رہا تھا کہ کہیں میری خدمات کا صلہ یہی نہ ہو، جو مجھے یہاں دیا جا رہا ہے۔ میں نے جو کچھ کیا اللہ کے فضل و کرم سے کیا، آل محمدؐ کے طفیل کیا اور قربۃ الی اللہ کیا اور اجر بھی وہی دے گا جس کے دین کی خاطر میں نے کام کیا۔

منبر رسول کی سٹیج پر بیٹھ کر کہوں گا کہ میں اپنا کوئی کارنامہ نہیں سمجھتا، تقریر کی ہے، تحریر کی ہے، تدریس کی ہے۔ یہ سب خدا کا فضل ہے میرا کچھ نہیں۔ میرے سامنے دو واقعات ہیں۔ ایک حضرت ایوبؑ کا اور دوسرا حضرت سید الشہداءؑ کا۔ حضرت ایوبؑ نے اللہ کے دین کے لیے بڑے کام کیے۔ اللہ نے ان کی بڑی آزمائش کی، ان کے ڈھور ڈنگر مر گئے، کبھی ان کی اولاد مر گئی، کبھی مال و دولت ختم کبھی بیماری نے گھیر لیا، ایک وقت ایسا آیا کہ جناب ایوبؑ کے صبر کا پیمانہ چھلکنے لگا۔

یا اللہ پوری روئے زمین میں میں ہی تو تیرا شکر گزار بندہ تھا، تیری توحید کا علمبردار تھا۔ میں تیرا دین پھیلا رہا تھا، اب دشمن مسکرا رہے ہیں کہ اللہ کا اتنا پیارا ہوتا تو اللہ اس کو اتنی مصیبتوں میں کیوں ڈالتا۔ خالق اکبر نے جواب دیا کہ ایوبؑ یہ میں مانتا ہوں کہ تو میرا دین بھی پھیلا رہا ہے تو میرا شکر گزار بندہ بھی ہے مگر یہ بتا تجھے یہ کام کرنے کی توفیق کس نے دی۔ حضرت ایوبؑ کہنے لگے کہ یا اللہ تیرا لطف و کرم ہے کہ تو نے مجھے یہ سعادت بخشی۔ ارشاد قدرت ہوا۔ تو میرا شکر ادا کر اپنا احسان کیوں جتلا رہا ہے۔ یا اللہ میں تیرا شکر ادا کروں گا تو یہ بھی تیرے لطف و کرم کا نتیجہ ہوگا۔ اس شکر کا مجھے پھر شکریہ ادا کرنا پڑے گا۔ میں کب تک تیرا شکر ادا کرتا رہوں گا۔ تو ارشاد قدرت ہوا: ایوبؑ جب تو نے اپنے عجز کا اظہار کر دیا تو یوں سمجھ کہ تو نے میرے شکریہ کا حق ادا کر دیا۔

دوسرا واقعہ سید الشہداءؑ کا، سب یہ پڑھتے ہیں علماء ہوں یا ذاکرین کہ امام حسینؑ کا احسان ہے خدا پر کہ اس نے قربانی دے کر اللہ کے دین کو بچایا۔ کوئی کہتا ہے امام حسین کا احسان ہے اپنے جد امجد پر کہ گھر لٹوا کر اپنے نانا کا دین بچایا۔ کوئی کہتا ہے احسان ہے اپنے بابا حیدر کرار پر کہ اپنی بہنوں اور بیٹیوں کی چادریں لٹوا کر امامت اور ولایت بچائی۔

آؤ امامؑ سے پوچھیں کہ اللہ کا ان پر احسان ہے یا ان کا اللہ پر احسان ہے۔ امامؑ کی دعا موجود ہے۔ اے اللہ

العالمین تونے اپنے دین کی خاطر کسی کا انتخاب تو کرنا تھا کہ اپنے گھر بار لٹوا کر اپنے عزیز قربان کر کے تیرے دین کی حفاظت کرے۔ میں تیرا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ تونے ساری کائنات چھوڑ کر میں حسینؑ کا انتخاب کیا تھا۔

بقول شیخ سعدی اگر تمھیں بادشاہ کی خدمت کرنے کا موقع مل جائے تو احسان نہ سمجھو کہ تم بادشاہ کی خدمت کر رہے ہو، بلکہ بادشاہ کا احسان سمجھو جس نے تمھیں خدمت کرنے کا موقع دیا ہے۔ تمھیں خدمت کرنے کی ضرورت ہے بادشاہ کو نوکروں کی کمی نہیں۔ لہذا جو کچھ کیا یہ اللہ کے فضل و کرم سے کیا۔ یہ اس کی توفیق کا نتیجہ ہے۔ وہ قادر مطلق ہے۔ اگر چاہے تو ابابیلوں سے ابرہے کے لاؤ لشکر کو برباد کروادے۔ لہذا اگر اللہ کی توفیق شامل حال نہ ہوتی تو میں کچھ نہ کر پاتا۔ نہ آپ کچھ کرتے نہ ہمارے عزیز محترم مولانا ارشاد حسین توحیدی، نہ ان کے رفقاء کرتے نہ پاکستان کے مومنین کرام کرتے۔ یہ سب کچھ اللہ کا احسان ہے۔ جس نے ہمیں ولایت کی دولت عطا فرمائی اور اس کے بعد ہمیں نشر واشاعت کرنے کا موقع عطا فرمایا۔ کوئی عالم ہو یا فاضل کچھ بھی تن تنہا نہیں کرسکتا۔ جب تک مخلص معاونین کا تعاون شامل حال نہ ہو۔ میں نے کتابیں لکھیں تو مومنین نے شائع کروائیں۔ میں نے پڑھانا چاہا تو مومنین نے مدرسہ فراہم کیا۔ میں نے درس دینا چاہا تو قوم نے بچے فراہم کیے۔ میں نے تقریر کرنا چاہی تو قوم نے پلیٹ فارم پیش کیا۔ میرا کیا ہے۔ بس اللہ کا احسان ہے۔ میں بار بار شکریہ ادا کرتا ہوں اللہ پاک کا، محمدؐ و آلِ محمدؐ کے صدقے مجھے توفیق عطا فرمائی۔ میں دعا کروں گا اور آپ بھی دعا کریں کہ کہیں ذات باری تعالیٰ

میری خدمات کا صلہ صرف یہی قرار نہ دے کہ جو میں سن رہا ہوں۔ میرا سر ندامت کی وجہ سے جھک رہا ہے۔ کوئی کہتا ہے میں نے یوں کیا، کوئی کہتا ہے میں نے یوں کیا۔ خداوند عالم ان خدمات کو شرف قبولیت عطا فرمائے۔ آپ کی توفیقات خیر میں اضافہ فرمائے۔ یہ مدرسہ فاطمۃ الزہراء سلام اللہ علیہا کے نام گرامی پر قائم کیا گیا ہے۔ اس کو خدا تا صبح قیامت قائم و دائم رکھے اور اس کو سرچشمہ ہدایت بنائے۔ ملک وملت کی دختران جب اس مدرسہ سے نکلیں تو ملک و قوم کی دختران کی ہدایت کریں۔ کیونکہ جو عورت عورتوں کو مسائل بتا سکتی ہے وہ مسائل مرد عورتوں کو نہیں بتا سکتے۔ لہذا ضرورت ہے اور علم حاصل کرنا مرد اور عورت پر فرض ہے۔

آپ لوگوں کا بہت بہت شکریہ، خداوند عالم آپ کو بہترین جزائے خیر عطا فرمائے۔ ان شاء اللہ ملاقات ہوتی رہے گی۔ خداوند تعالیٰ پاکستان کو ترقی وسلامتی عطا فرمائے۔ عالم اسلام کو اتحاد عطا کرے۔ جو بیمار ہیں ان کو شفا عطا کرے۔ خدا سب کو صحت وسلامتی عطا فرمائے۔ خصوصاً میرے عزیز مکرم حضرت مولانا ارشاد حسین خان توحیدی صاحب کو صحت وسلامتی عطا کرے۔ میں نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ میری گولڈن جوبلی منائی جائے گی۔ لوگ مجھے گالیاں دیتے تھے میرے راستے پر کانٹے بچھاتے تھے تو میں کہتا تھا کہ یہ راستہ ایسا ہے جہاں پھولوں کی پتیاں نچھاور نہیں ہوتیں، کانٹے بچھائے جاتے ہیں۔ یہ وہ راستہ ہے جہاں پتھر مارے جاتے ہیں۔ یہ آپ لوگوں کا جذبہ ایمانی ہے کہ آپ لوگ کسی کو اپنا محسن جان کر اس کی قدر کر رہے ہیں، حالانکہ میرا کوئی احسان نہیں ہے۔ یہ سب آپ کا نیک گمان

استاذ العلماء مولانا قبلہ گلاب علی شاہ صاحب جب بیمار تھے تو میں ان کی خدمت میں عیادت کے لیے حاضر ہوا اور کہا میری دو دعائیں ہیں، آپ سفارش کریں اللہ کی بارگاہ میں کہ خدا مستجاب فرمائے۔ میں نے کہا کہ ایک تو یہ کہ خدا دشمنان اسلام کے فتنہ شر سے محفوظ رکھے اور دوسرا تا زیست خدا اپنے دین کی خدمت کے لیے موفق و موید رکھے، تو مرحوم نے کانپتی ہوئی آواز سے کہا:

آواز سگاں کم نہ کند عمر شما را

کتے بھونکتے رہیں گے، اللہ آپ کی زندگی میں کوئی کمی نہیں کرے گا، وگرنہ اگر میں آسائش چاہتا تو مجھے بار بار نجف کے علماء کرام اور اساتذہ نے روکا کہ پاکستان میں جا کر کیا کرنا ہے، یہیں رہ جاؤ، تو میں نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ پڑھنے والے جب پڑھائی سے فارغ ہو جائیں تو واپس جا کر اپنی قوم کو ڈرائیں تا کہ ہو سکتا ہے اس بہانے لوگ نیکیاں کرنے لگیں اور برائیوں سے بچنے لگیں، تو میں کہا کرتا ہوں، بقول پنجابی شاعر:

کجھ شہر دے لوگ وی ظالم سن
کجھ سانوں مرن دا شوق وی سی

لوگ بھی تیار تھے کہ میری قدر افزائی کریں، اور کچھ مجھے بھی شوق تھا کہ دین کی خاطر گالیاں کھاؤں اور خدا کی بارگاہ سے اجر پاؤں۔ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ اللہ نیکوں کی نیکیوں کو ضائع نہیں کرتا، خدا آپ کو دین کے لیے مؤید رکھے اور اس سے بڑھ کر دین کی خدمت کرتے رہیں اور یہ ادارہ عالیہ جامعہ فاطمۃ الزہراؑ بستی توحید تا صبح قیامت قائم رہے، دائم رہے اور دختران ملت کی خدمت کرتا رہے اور مولانا توحیدی صاحب کا دوسرا مدرسہ جولیہ میں ہے خدا اس کو بھی قائم رکھے۔ والسلام

خدا حافظ　خدا ناصر

بسلسلہ گولڈن جوبلی

گولڈن جوبلی بستی توحید آباد کے موقع پر

علماء ودانشور حضرات کے خطابات

''حضرت آیۃ اللہ علامہ محمد حسین نجفی کی پچاس سال سے یہ کوشش رہی ہے کہ علی علیہ السلام کو اس طرح مانو جیسے علیؑ اور اس کے گیارہ بیٹوں نے فرمایا ہے۔ آؤ پہلے عقیدہ توحید درست کرو، حضرت علامہ موصوف کے ساتھی علمائے کرام اگرچہ آج موجود نہیں ہیں، استاذ العلماء علامہ محمد یار شاہ اعلی اللہ مقامہ، استاذ العلماء علامہ سید گلاب علی شاہ اعلی اللہ مقامہ، علامہ حافظ سیف اللہ اعلی اللہ مقامہ، استاذ العلماء اختر عباس اعلی اللہ مقامہ، علامہ محبؓ حسین شاہ اعلی اللہ مقامہ، موجود نہیں ہیں مگر آپ آج بھی تنہا نہیں ہیں، آپ کی فوج پورے ملک میں موجود ہے۔ ہر علاقے میں آپ کے مقلد موجود ہیں، آپ نے حق کا ساتھ دیا، خدا ان کی عمر دراز کرے''۔

حضرت مولانا سید فضل حسین کوٹ ادو

''میرے واجب القدر محترم ومکرم حضرت آیۃ اللہ محمد حسین نجفی کا وجود نعمت عظمیٰ ہے۔ کسی شخصیت کی عظمت اس کے اعلیٰ اہداف کی وجہ سے ہوتی ہے، آپ وہ واحد شخصیت ہیں جنھوں نے ڈنکے کی چوٹ پر وہی دین بیان کیا جو قرآن میں ہے، اور چودہ کے فرمان میں ہے۔ آپ نے قوم شیعہ میں بیداری اور شعور بیدا کیا ہے، آپ نے تطہیر منبر کے لیے بے مثال خدمات سرانجام دی ہیں''۔

فاضل نوجوان مولانا حامد علی سندرانہ سرگودھا

''حضرت آیت اللہ علامہ محمد حسین نجفی نے سابقہ علماء کی محنت کو چار چاند لگادیے، پورے براعظم ایشیا میں آپ کی تبلیغی مساعی کے چرچے ہیں، اگر کوئی پابند صوم وصلوٰۃ اور حق گو باشرع شخص نظر آئے تو لوگ کہتے ہیں ڈھکو خیل ہوگا۔ آپ کے لیے یہ اعزاز کیا کم ہے؟ اللہ تعالیٰ آپ کی کوششوں کو مزید کامیاب وکامران فرمائے''۔

سید عارف حسین نقوی ایم اے

ڈیرہ اسماعیل خان

''میں حضرت علامہ کو پچاس سالہ دینی خدمات پر مبارکباد پیش کرتا ہوں، آپ کی اصلاحی اور دینی کتب عظیم سرمایہ ہیں جو عالم دین حق کی حمایت کرتا ہے، ہم اس کی مدد اور تائید کے لیے تیار ہیں، لیکن بات جرأت کی ہے۔ علماء کے عقائد میں اختلاف نہیں ہے۔ لوگ دنیا کے مفاد کے لیے حق پر پردہ ڈالتے ہیں، مگر حقیقت یہ ہے کہ ہر مقام پر حق کو پیش کرنا چاہیے''۔

حضرت علامہ غلام حسن جاڑا

پرنسپل باب النجف جاڑا ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

''حضرت علامہ محمد حسین نجفی نے صحیح عقائد و اعمال کے لیے کتب کی اشاعت کے ساتھ ساتھ خطابت کے میدان میں انقلاب برپا کیا، آپ دفاع اسلام کے ہر مورچے پر استعمار اور لادین طاقتوں کو حکیمانہ عالمانہ محققانہ طریقے سے شکست دینے کے درپے ہیں۔ آپ فاسد نظریات کو مٹانے کے لیے فکری، نظری، عملی، معاشرتی بیداری پیدا کر رہے ہیں۔ یقیناً یہ کام مشکل اور کٹھن ہے۔ مگر آپ کی استقامت اور پختگی قابل داد ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی توفیقات میں اضافہ فرمائے''۔

مولانا غلام محمد باقر

پرنسپل باب الحسین پہاڑپور ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

''میں بعض علماء و ذاکرین کے غلط پروپیگنڈے سے حضرت علامہ محمد حسین نجفی کی مخالفت کرتا رہا، مگر جب میں نے آپ کی تصانیف تجلیات صداقت، قوانین الشریعہ اور دیگر کتب کا مطالعہ کیا تو اپنی کم علمی اور کوتاہی کا احساس ہوا۔ پھر میں نے قبلہ کے پر اثر خطابات سنے تو سو فیصد مطمئن ہو گیا۔ میں قبلہ صاحب کی صحت و سلامتی کے لیے دعا گو ہوں''۔

سید لیاقت حسین

وانڈا نادر شاہ ضلع ڈیرہ اسماعیل خان

''اللہ تعالیٰ نے ہم پر احسان فرمایا ہے کہ نجفی صاحب جیسے علماء ہماری رہنمائی کے لیے بھیجے ہیں۔ انھوں نے ہمیں راہ ہدایت دکھائی، اور گمراہی سے بچایا، سنہری چانس کے مالک نے ہمیں سنہری چانس عطا فرمایا، سب لوگ خوش ہیں، علماء کی گولڈن جوبلی منائی جا رہی ہے۔ خدایا جامعہ فاطمۃ الزہراؑ بستی توحید اور اس کے معاونین کو آباد و شاد رکھ''۔

مولانا خیر محمد نتکانی ضلع ڈیرہ غازی خان

''۱۹۷۰ء میں جامعۃ الغدیر احمد پور سیال ضلع جھنگ میں مولوی محمد عباس قمی نے مجھے کتاب اصول الشریعہ جو کہ حضرت علامہ محمد حسین نجفی کی تصنیف ہے، تحفہ کے طور پر دی اور کہا یہ کتاب حق ہے اس کو پڑھنا، اور اس پر عمل بھی کرنا۔ پھر ۱۹۹۵ء میں قبلہ کی کتاب اصلاح الرسوم منظر عام پر آئی تو محمد عباس قمی نے اس کا جواب لکھ دیا اور قبلہ کا مخالف ہو گیا۔ میں کئی بار یاد دلاتا رہا مگر وہ نہ مانے میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے علماء کا حامی ہو گیا عالم وہ ہے جو خدا کے بھیجے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہنچائے ہوئے اور ائمہؑ کے بچائے ہوئے دین کو ایمان داری سے پیش کرے۔ قبلہ نجفی صاحب اس امانت داری کے امین ہیں۔ آپ نے اس طرح امانت داری کی ہے جس طرح امام زمانہ چاہتے ہیں''۔

مولانا مہر فیاض عباس سیال جھنگ

قارئین سے گزارش

کاغذ کی ہوش ربا گرانی کے باعث **دقائق اسلام** کا سالانہ چندہ بصد معذرت **تین صد** روپے سالانہ کر دیا گیا ہے۔ قارئین سے تعاون کی درخواست ہے۔ (ایڈیٹر)

رپورٹ پروگرام گولڈن جوبلی مقام تقریب: جامع مسجد جعفریہ محلّہ شیعہ میانی (سورج میانی) ملتان

جشن ولادت حضرت امام زین العابدین علیہ السلام و جشن گولڈن جوبلی علامہ محمد حسین نجفی صاحب

بانی پروگرام: جناب ملک محمد علی صدیقی صاحب

تاریخ پروگرام: مورخہ ۱۹/اپریل ۲۰۱۱ء بروز ہفتہ مطابق ۱۵/ربیع الثانی ۱۴۳۲ھ

جشن ولادت حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

وجشن گولڈن جوبلی علامہ محمد حسین قبلہ نجفی صاحب

پروگرام بعداز مغربین شروع ہوا، مقررین میں جناب مولانا عسکری مقدسی صاحب مدرس جامعہ مخزن العلوم ملتان جناب مولانا عاشق حسین مسکین صاحب

بعدازاں علامہ صاحب قبلہ مسجد میں تشریف لائے تو ان کا فقید المثال استقبال کیا گیا اور گلاب کی پتیاں نچھاور کی گئیں اور قبلہ صاحب کی صحت و سلامتی کے لیے دعائیں بھی مانگی گئیں اور نعروں کے ذریعے قبلہ کوخراج تحسین بھی پیش کیا گیا۔

قبلہ صاحب نے تقریباً ایک گھنٹہ خطاب فرمایا، جس میں انھوں نے سیرت امام زین العابدین علیہ السلام پر روشنی ڈالی اور اپنے بھرپور استقبال اور عوام کی طرف سے پیش کیے گئے خراج تحسین کا شکریہ ادا کیا۔

بقیہ پردہ اور سیرت معصومہ سلام اللہ علیہا

اسلام جہاں اس کا نظر کرنا پسند نہیں کرتا ہے وہیں تمھارا بھی نظر کرنا پسند نہیں کرتا ہے۔

مذکورہ بالا واقعات سے معلوم ہوجاتا ہے کہ عورت کی اصلی منزل حدود خانہ ہے اور اس کا اصل منصب امور خانہ کی نگرانی ہے۔ اس کے رخ ورخسار کو نگاہ مردم سے بچانے میں خیر ہے اور اس کے قد وقامت کو اجنبی نظروں سے بچائے رکھنے میں عافیت ہے۔ یہی کردار معاشرہ کی اصلاح کا ضامن ہے اور یہی اصول حیات سماج کی فلاح و بہبود کا ذمہ دار ہے۔ اگرچہ اس کے حدود واجبات سے زیادہ ہیں اور واجبات میں ان میں سے بہت سی چیزیں شامل نہیں ہیں لیکن خیر بہرحال خیر ہے اور حتی الامکان اس کا لحاظ ضروری ہے۔ بلاضرورت خیر کوترک کردینا بعض اوقات شر کاباعث ہوجاتا ہے۔

خداوند عالم امت توحید ورسالت اور پیروان مسلک ولایت کو اس خیر کے حاصل کرنے کی توفیق کرامت فرمائے اور ہمارے معاشرے کو ہر شر وآفت سے محفوظ رکھے۔

آہ الحاج سید مرید حسین شاہ

یہ خبر شیعی دنیا میں بڑے حزن وملال کے ساتھ سنی جائے گی کہ ٹھٹھیاں سیداں ضلع چنیوٹ کے بخاری خاندان کے چشم وچراغ جناب الحاج سید مرید حسین شاہ صاحب نوے سال کی عمر میں داعیٔ اجل کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے راہی ملک بقا ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دعا ہے کہ خداوند عالم جناب مرحوم کو جوار ائمہ طاہرینؑ میں مقام اعلیٰ علیین عطا فرمائے اور تمام پسماندگان کو صبر جمیل و اجر جزیل مرحمت فرمائے بحق النبی وآلہ۔

(شریک غم ادارہ)

مولانا محمد سلطین صاحب آف ساہی وال ضلع سرگودھا کی خوشدامن طویل علالت کے بعد انتقال فرما گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ دعا ہے کہ خداوند عالم مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے جوار فخر انوار میں جگہ عطا فرمائے بحق النبی وآلہ

(شریک غم ادارہ)

جناب شاہد صاحب آف اجنالہ کے والد کی پھوپھی رضائے الٰہی سے انتقال فرما گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دعا ہے خداوند عالم مرحومہ کو جوار سیدہ سلام اللہ علیہا میں مقام اعلیٰ عطا فرمائے۔ اور پسماندگان کو صبر واجر سے نوازے۔

(شریک غم ادارہ)

ماسٹر محمد رمضان سکنہ پہاڑپور جوانی کے عالم میں اچانک عارضہ قلب میں مبتلا ہونے کے بعد انتقال فرما گئے۔ مرحوم نے علماء حقہ کے ہاتھ پر مذہب جعفریہ قبول کیا تھا۔ مرحوم پابند صوم وصلوۃ اور نہایت ہی ملنسار انسان تھے۔ دعا ہے خداوند عالم مرحوم کو جوار ائمہ طاہرینؑ میں مقام اعلیٰ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر و اجر سے نوازے۔ بحق النبی وآلہ

(شریک غم ادارہ)

حاجی ڈاکٹر سید محمد سلطین شاہ سکنہ وانڈا نادر شاہ پہاڑپور ضلع ڈیرہ اسماعیل خان کی والدہ اور سید عارف حسین شاہ کی والدہ صاحبہ انتقال فرما گئیں۔ اللہ پاک بصدقہ محمدؐ وآل محمدؐ ان کی مغفرت فرمائے۔ آمین

(شریک غم ادارہ)

جناب مولانا محمد حسین قمر پرنسپل جامعہ امام خمینی ماڑی انڈس دوران سفر زیارات عتبات عالیات عراق میں حادثہ کا شکار ہو کر جاں بحق ہو گئے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور پسماندگان کو صبر واجر سے نوازے۔

(شریک غم ادارہ دقائق اسلام
وجامعہ علمیہ سلطان المدارس سرگودھا)

اِلتماسِ دُعاء

جناب مولانا سید عبدالجلیل شاہ نقوی بدستور ہسپتال میں داخل اور زیر علاج ہیں، ان کی مکمل صحت یابی کے لیے جملہ اہل ایمانی سے دعاء و استدعا کی التماس کی جاتی ہے۔

معلوم ہوا ہے کہ علامہ شیخ محسن علی نقوی کو ہارٹ پرابلم ہوا ہے۔ان کی مکمل صحت یابی کے لیے جملہ مومنین کرام سے بارگاہ خداوندی میں دعا و استدعا کی اپیل کی جاتی ہے۔

مولانا حق نواز آف جھنگ اور مولانا محمد صادق خطیب بلوچیاں ضلع خوشاب بدستور بیمار اور زیر علاج ہیں۔ان کی مکمل صحت یابی کے لیے جملہ اہل ایمان سے دعا کی استدعا کی جاتی ہے۔

مبلغ اسلام مولانا خیر محمد ننکانی صاحب ان دنوں سخت بیمار ہیں۔شوگر کی شدت سے ان کے گردے شدید متاثر ہیں اور ملتان میں زیر علاج ہیں۔ جملہ اہل ایمان سے سے پرزور سفارش کی جاتی ہے کہ وہ خلوص نیت سے اپنے اس دیرینہ خادم مذہب کی صحت و سلامتی کے لیے بارگاہ رب العزت میں دعا کریں کہ وہ شافی مطلق بطفیل سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام انھیں شفاء کاملہ عاجلہ عطا فرمائے بحق النبی و آلہ

(ادارہ دقائق اسلام)

دعا ہے کہ شافی مطلق آل محمد کا صدقہ ان کو اور دوسرے تمام اہل ایمان کو جو بیمار ہیں صحت کاملہ عاجلہ عطا فرمائے۔آمین

(ادارہ دقائق اسلام)

میٹرک ایف اے سطح تک کے طلباء کی

دینی اور ذہنی تربیت کا انتظام کیا جاتا ہے

داخلہ کے خواہش مند طلبا درج ذیل پتے پر رابطہ کریں

نوٹ شامل ہونے والے طلبا موسمی بستر ہمراہ لائیں

جامعہ علمیہ سُلطان المدارس الاسلامیہ

زاہد کالونی عقب جوہر کالونی سرگودھا فون 048-3021536

الخط کمپوزرز 0307- 6719282